تلاوتِ قرآں کو اگر ہم نے نہ بھلایا ہوتا یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

قرآن کے خلاف غیر مسلم دہشت گردیاں

مُصنف

مولانا ابوذر محمد وقاص عطاری سلمہ الباری

ناشر: عطاری دارُالمطالعہ (چوکی)

0306-4201519

نام کتاب .... قرآن کے خلاف غیر مسلم دہشت گردیاں

مصنف .... ابوذر محمد وقاص عطاری

کمپوزنگ ....

تعداد ۱۱۰۰

اشاعت اوّل .... اکتوبر ۲۰۱۱ء

مطبع ....

طابع ....

قیمت 150

ملنے کے پتے

- ☆ جامعہ غوثیہ قادریہ شیخم (ناظم اعلیٰ حافظ شرافت علی بھٹی، صدرسنی تحریک تحصیل پتوکی)
- ☆ مکتبہ بہار شریعت، داتا دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت، داتا دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ، کاہنہ نو لاہور
- ☆ جامعۃ المدینہ مال روڈ لاہور

انتساب

بندۂ احقر اپنی اس تالیف کو ان نفوسِ قدسیہ (صحابہ کرام علیہم الرضوان) کہ جنہوں نے اس مقدس کتاب (قرآن) کو کما حقہ سنا اور اس پر عمل پیرا ہوئے، اور اس کی تبلیغ کے لئے اپنے گھر بار، کاروبار، اولاد کو چھوڑ کر دور دراز کے سفر اختیار کیے۔ اور استاذ الاساتذہ مرحوم قاری عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ (اوکاڑوی) کہ جن کے صدقے اس مقدس کلام کو اپنے سینے میں محفوظ کرنے کی سعادت حاصل کی، کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

طالبِ دعا

ابوذر محمد وقاص عطاری

(پتوکی)

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تقریظ جمیل	۷
۲	ابتدائیہ	۹
۳	مقدمہ' حفاظتِ قرآن کی خدائی ذمہ داری	۱۴
۴	لندن میں قرآن	۱۸
۵	یہ جنگ کیسے شروع ہوئی؟	۲۳
۶	اس کے بعد کیا ہوا؟	۲۷
۷	اب کس کی باری ہے؟	۳۱
۸	گیارہ کروڑ بے گناہوں کا قتل	۳۵
۹	لبنان جنگ	۳۸
۱۰	کاش ایسا ہو جائے	۴۰
۱۱	غیر مسلم کی طرف سے قرآن کریم پہ کی جانے والی بے حرمتیاں	۴۲
۱۲	گراؤنڈ زیرو کی جگہ کی جانے والی بے حرمتی	۴۲
۱۳	آسٹریلیا میں کی جانے والی بے حرمتی	۴۳
۱۴	اس دجالی نے قرآن کو کیوں جلایا؟	۴۴
۱۵	ملعون پادری شدید احتجاج پر بھی قرآنی نسخے جلانے سے باز نہ آیا	۴۵
۱۶	اے امتِ مسلمہ!	۴۸
۱۷	جعلی قرآن ''فرقان الحق'' کی تشہیر زوروں پر	۴۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۸	یہودی قرآن کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟	۵۴
۱۹	یہودی ابتدائے اسلام سے ہی قرآنی آیات کو مٹا دینا چاہتے تھے	۵۵
۲۰	پادریوں کے کرتوت	۵۶
۲۱	قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے حیائی پر مبنی فلم	۵۸
۲۲	عیسائیت کی تبلیغ کے لئے قرآنی آیات کا استعمال	۵۸
۲۳	آخر یہ فرقہ واریت کیوں؟	۵۹
۲۴	عیسائیت کی تبلیغ کے لیے قرآنی تعلیمات	۶۲
۲۵	قطر میں عورت کا قرآن کی بے حرمتی کرنا	۶۳
۲۶	مصر میں قرآن کے خلاف ہونے والے بیان نے لاکھوں مسلمانوں کے دل مجروح کر دیئے	۶۵
۲۷	قرآن پاک کو باتھ روم میں بہایا گیا	۶۶
۲۸	قرآن کی بے حرمتی پر اعتراف	۶۸
۲۹	ملعون پادری ٹیری جونز کو ایک گھنٹے کی جیل	۶۹
۳۰	''بان کی مون'' کی امریکی پادری کے ہاتھوں قرآن کی بے حرمتی کی شدید مذمت	۶۹
۳۱	''فیس بک'' نے قرآن پاک کے خلاف مہم شروع کر دی	۷۰
۳۲	کیا اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے؟	۷۴
۳۳	دینِ اسلام کی ترقی کی وجوہات	۷۸
۳۴	قرآن کریم اور ہماری ذمہ داریاں	۷۹
۳۵	قرآن کریم پر ایمان لایا جائے	۸۰
۳۶	قرآن کی تعظیم	۸۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
٣٧	تلاوت وترتیل کرنا	٨٢
٣٨	تدبر وتفکر	٨٣
٣٩	تبلیغ واشاعت	٨٥
٤٠	دنیا کی سب سے بڑی نعمت قرآن ہے	٨٧
٤١	آج ہم ذلیل ورسوا ہو گئے	٨٨
٤٢	ذلت ورسوائی اور فتنوں سے نکلنے کا راستہ	٨٩
٤٣	قرآن کو سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے	٩٢
٤٤	مسلمان قرآن کو سمجھ کر کیوں نہیں پڑھتے؟	٩٣

تقریظ جمیل

استادِ محترم مولانا محمد عمر حیات

ایم اے (اسلامیات)' ایم اے (عربی) ایم اے (پاکستان سٹڈی)

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

انسان کی رشد وہدایت کے لیے نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید ہے۔ جو نہ صرف مسلم کے لیے " بلکہ ساری کائنات کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے' یہ ہمیں معاشرت' معاشیات' آداب واخلاق اور زندگی کے وہ سب اصول سکھاتی ہے جن کی بنیاد پر انسان زندگی گزارتا ہے۔

لیکن غیر مسلم شروع سے ہی مسلمانوں کے ساتھ اپنی دشمنی میں آگے آگے رہے ہیں۔ مختلف طریقوں سے مسلمانوں پر حملہ کرتے رہیں' اور کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتے رہتے ہیں۔

قرآن مجید مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے۔ آئے دن غیر مسلم مختلف طریقوں سے اس کی بے حرمتی کر کے مسلمانوں کو تشویش میں مبتلا کرتے ہیں۔ " نائن الیون " کی گراؤنڈ زیرو' مسجد میں قرآن کی بے حرمتی کی گئی اور امریکہ سپر پاور کہلانے والا ہے اور اس کی پولیس نے کوئی ایکشن نہیں لیا' آسٹریلیا کو بٹش لینڈ انجینئرنگ یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والا ایک وکیل قرآن کی بے حرمتی کرتا ہے لیکن کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا۔

ابھی تھوڑا عرصہ پہلے کی بات ہے فلوریڈا کا پادری ٹیری جونز قرآن پاک کو جلانے

کا اعلان کرتا ہے جس سے مسلمانوں کے جذبات کو بڑی ٹھیس پہنچی ہے، جبکہ اس کا کہنا تھا اگر وائٹ ہاؤس کی جانب سے کوئی کہے تو میں اس شرانگیزی سے باز آجاؤں گا۔

مقصد صرف کہنے کا یہ ہے کہ ساری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے پھر جب کوئی ایکشن ہوتا ہے تو مسلمانوں پر دہشت گرد ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے، جبکہ غیر مسلم خود دہشت گردیاں کر کے مسلمانوں کو بولنے پر مجبور کرتے ہیں۔

اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے محترم وقاص صاحب نے اس چیز کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ دنیا میں انتشار پھیلانے میں غیر مسلموں کا بڑا ہاتھ ہے جو نئے نئے طریقوں سے مسلمانوں کی مقدس کتاب کو نشانہ بناتے ہیں۔

اور اس کتاب میں تاریخ کے اوراق کا سہارا لے کر اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ کب کب اور کیسے کیسے غیر مسلم مسلمانوں پر Attack کرتے رہے ہیں۔

مولانا موصوف کی بڑی اچھی کوشش ہے، ہر مسلمان کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ ہم جان سکیں کہ غیر مسلموں کے کیا مقاصد ہیں؟

اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ (آمین)

محمد عمر حیات

ابتدائیہ

اشاعتِ اسلام کے ساتھ ہی مخالفتِ اسلام کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا، ظلم وستم کی آندھیاں چلانے والوں کے لیے اشاعت دعوتِ اسلام میں پوشیدہ موت کا پیغام چھپا ہوا تھا، فتنہ وفساد برپا کرنے والوں کے لیے شکست کا پیغام تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا تو اس وقت اہل عرب اپنی فصاحت وبلاغت پر بڑا فخر وناز کیا کرتے تھے۔ اور اس دور میں زبان دانی پر لوگ فخر کیا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں جادوگری پر لوگ فخر کیا کرتے تھے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں طب کے فن پر ناز کیا جاتا تھا۔ اسی لیے رب کائنات عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا معجزہ عطاء فرمایا جسے دیکھ کر جادوگر سجدوں میں گر گئے۔ ''اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى'' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے ایسا معجزہ عطاء فرمایا کہ فن میں مہارت رکھنے والوں کو تسلیم کرنا پڑا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ بھی کرتے ہیں اور اندھوں کی آنکھیں بھی لوٹا دیتے ہیں...... اور جب باری آئی، ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا معجزہ عطاء فرمایا کہ اپنی زبان دانی پر فخر محسوس کرنے والے حیرت زدہ ہو گئے۔ اور یاد رہے کہ یہ قرآن آج بھی اسی طرح معجزہ ہے جس طرح آج سے چودہ سو سال قبل تھا اور آج بھی سائنس دان یہ دیکھ کر حیران ہیں کہ قرآن نے آج اتنی تحقیقات کے بعد سائنسی عمل وجود میں آنے کو قرآن نے آج سے چودہ سو سال قبل ہی بیان کر دیا تھا، لیکن اس کے ساتھ کفار کی عناد ودشمنی بھی ابتداء سے ہی ہے، اور وہ

ابتداء سے ہی قرآن کے معجزہ ہونے کا انکار کرتے آرہے ہیں اور چونکہ یہ معجزہ قیامت تک کے لیے ہے' اس لیے کفار اس کی مخالفت میں سرتوڑ کوشش کرتے رہیں گے۔ اور مخالفینِ قرآن پیدا ہوتے ہی رہیں گے۔

اور قرآن کریم ایسی مقدس اور بابرکت کتاب ہے کہ اگر اس کے بنیادی توانین کو ختم کر دیا جائے تو باقی تمام چیزیں خود بخود کمزور ہوتی چلی جائیں گی' کیونکہ اس میں مسلمانوں کے لیے دنیا وآخرت میں کامیابی کا راز پنہاں ہے۔

اور یہ حقیقت امر ہے کہ جب تک مسلمان قرآنی احکام پر عمل پیرا رہے' کامیابی ان کے قدم چومتی رہی اور کسی میدان میں انہیں ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

اور جب سے مسلمانوں نے اس کے بیان کردہ قوانین کو اپنانا چھوڑ دیا ہے' پستیاں اور زوال ان کا مقدر بن گیا ہے۔ اور دشمن اسلام بھی اس بات سے آگاہ ہیں کہ مسلمانوں کی ناکامی اور ذلت کا راز ان کا قرآنی احکام پر عمل نہ کرنا ہے۔

اس لیے کفار ہمارے دلوں سے قرآنی محبت کو کم کرنے کے لیے قرآن پر قلمی اور نفسیاتی حملے کر رہے ہیں' اور وہی پرانے اعتراضات اور جھوٹ جو کفار مکہ کیا کرتے تھے کہ قرآن سحر ہے' یہ انسانی کلام ہے' اس کو اب بھی کفار و مستشرقین دہرا رہے ہیں۔

اور کیرن آرم اسٹرانگ نے بھی اپنے پیش روؤں کی طرح تخیل کی بنیاد پر وہی پرانے الزامات دہرائے ہیں' جو اس سے قبل منٹگمری واٹ' جارج سیل' گولڈزیہر وغیرہ نے تحقیق کا جعلی لبادہ اوڑھ کر کیے تھے۔

کیرن آرم اسٹرانگ لکھتی ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تجربے کو بیان کرنا تقریباً ناممکن پایا جب آپ لرزاں وخیزاں پہاڑی سے اتر کر اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تھے' آپ کو لگا تھا کہ ایک پرجلال اور ہیبت ناک ہستی اس غار میں گھس آئی تھی' جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے' اس ہستی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زور سے

اپنے ساتھ بھینچا تھا' ہیبت زدگی کے عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ شاید کسی جن نے حملہ کیا تھا۔ (پیغمبر امن ص 11 / بحوالہ استشراقی فریب ص 47)

وہ جن کون تھا؟ اس کے بارے میں بھی لکھتی ہے کہ:

یہ جن ناری روحیں تھیں جو اکثر عربیہ کی بستیوں پر منڈلاتے اور گاہے بگاہے مسافروں کو راہ سے بھٹکاتے رہتے تھے۔ جنات نے گویوں اور گال گیروں کو بھی فیض بخشا تھا' ایک شاعر نے اپنی شاعرانہ کیفیت کو زبردست حملے کے طور پر بیان کیا۔ اس کے ذاتی جن نے بلاانتباہ اسے زمین پر پھینک دیا اور اشعار زبردستی اس کے منہ سے نکلوائے۔

مزید لکھتی ہے کہ:

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھو کا حکم سنا تو یہی سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جن وارد ہوا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: میں شاعر نہیں ہوں' لیکن حملہ آور ہستی نے آپ کو دوبارہ بھینچا اور یہ عمل برداشت سے باہر ہو گیا' تو نئے عربی صحیفے کی ابتدائی الفاظ خود بخود اپنے لبوں سے جاری ہو گئے۔

مزید لکھتی ہے کہ:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رؤیا (خواب) 610ء میں ماہ رمضان کے دوران دیکھی' بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے "لیلۃ القدر" (قسمت کی رات) قرار دیا کیونکہ اس رات آپ عربیہ کے اعلیٰ ترین معبود اللہ کے پیغمبر بن گئے تھے۔ (پیغمبر امن ص 11 تا 12 / بحوالہ استشراقی فریب ص 48)

قارئین کرام! عیسائی' صلیبیوں کا یہ انداز نیا نہیں ہے بلکہ آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے بھی اسی طرح غیر مسلم قرآن کو غلط ثابت کرنے کے لیے کوششیں کرتے رہے ہیں' اور آج کا دور تو آپ کے سامنے ہے کہ کبھی (نعوذ باللہ) قرآن کو نذر آتش کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا جا رہا ہے اور کبھی قرآن کے مدِ مقابل کتاب "فرقان

الحق'' کے نام سے شائع کی جا رہی ہے اور اس میں قرآنی آیات کے خلاف مسائل کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ مسلمانوں کا قرآن الہامی نہیں بلکہ انسانی اختراع ہے۔

انہوں نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بھی اعتراضات کیے ہیں' اور یہ مستشرقین قرآن حکیم کا منبع مصدر تلاش کرنے کی کوشش میں اپنے تخیل کو اس طرح دوڑاتے ہیں جیسے کوئی شخص صحرا میں بھٹک گیا ہو' کبھی اس سمت اور کبھی اس سمت۔ ''لا الی ھولاء ولا الی ھؤلاء''۔

اور کیرن آرم اسٹرانگ نے بھی اپنی کتاب پیغمبر امن میں یہی سب کچھ کیا' کہیں کوئی جن آ جاتا ہے' کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تخلیقی تخیل کو' کبھی قرآن مجید کی کڑیاں یہودیت اور نصرانیت سے ملانے لگتی ہیں اور جب ان کی یہاں بھی دال نہیں گلتی تو یہ پھر ایک اور نئی دور کی کوڑی یوں لاتی ہیں' اور یہ بتانے کی ناکام کوشش کرتی ہیں کہ یہ وحی کا معاملہ یونہی نہیں تھا بلکہ اس دور میں مکہ کے حالات کچھ یوں ہو گئے تھے کہ لوگ غیر مطمئن تھے اپنی زندگی سے' ان حالات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ اٹھایا۔ (نعوذ باللہ!)

کیرن آرم اسٹرانگ لکھتی ہے کہ:

لیکن مستقل طور پر سکونت پذیر کچھ عرب اس بت پرستانہ کثرت پرستی سے غیر مطمئن ہو رہے تھے' اور وہ ایک دیسی' عربی وحدانیت تخلیق کرنے کی کوشش میں تھے۔ پہلی وحی موصول ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرم کی مذہبی زندگی سے الگ ہو گئے۔ آپ نے اپنے قبیلے والوں کو بتایا کہ حجر اسود کے گرد چکر لگانا بے معنی تھا جو کچھ دیکھنے سننے نقصان پہنچانے یا مدد کرنے سے عاری تھا' انہیں یقین تھا کہ عربوں نے اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے مذہب کو بگاڑ دیا تھا۔ لہٰذا وہ ان کے خالص مذہب حنفیہ کو کھوجنے جا رہے تھے۔ یہ ایک منظم فرقہ نہیں تھا' سب حنفیوں نے پتھر کی شبیہوں کی پرستش سے بیزاری ظاہر کی اور یقین رکھتے تھے کہ اللہ واحد خدا تھا' لیکن سبھی

نے اس عقیدے کی تفسیر ایک ہی انداز میں نہ کی' کچھ کو امید تھی کہ ایک پیغمبر دین ابراہیمی کو بحال کرنے کے لیے اُلوہی مشن لے کر آئے گا۔ دیگر نے سوچا کہ یہ چیز غیر ضروری تھی لوگ اگر خود چاہتے تو حنفیہ کی جانب واپس جا سکتے تھے۔ کچھ نے حشر اجساد اور روزِ قیامت کا پرچار کیا' دیگر نے دینِ ابراہیم قائم ہو جانے تک عبوری اقدام کے طور پر عیسائیت یا یہودیت قبول کر لی۔

حنفی اپنے معاصرین پر بہت کم اثر و رسوخ رکھتے تھے' کیونکہ ان کی توجہ کا مرکز ذاتی نجات تھی' انہیں عرب کی سماجی یا اخلاقی زندگی میں اصلاح لانے کی کوئی خواہش نہ تھی اور الٰہیات بنیادی طور پر منفی تھی' وہ کوئی نئی چیز تخلیق کرنے کی بجائے محض مرکزی دھارے سے الگ ہو گئے۔ درحقیقت حنیف کا مادہ حنف ہے' یعنی منہ موڑ لینا۔ وہ اپنی منزل کے ایک ثباتی تصور سے زیادہ یہ سلبی تصور رکھتے تھے کہ انہیں کیا نہیں چاہیے تھا' لیکن آ تحریک ساتویں صدی کے آغاز پر عرب میں روحانی کاہلی کی علامت تھی' اور ہم جانتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے تینوں سرکردہ حنفیوں سے قریبی روابط رکھتے تھے۔

عبداللہ ابن جحش آپ کا کزن اور ورقہ بن نوفل (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کزن) یہ دونوں حضرات عیسائی ہو گئے تھے۔ زید ابن عمر کا بھتیجا (جو مکہ کے بت پرست مذہب پر شدید تنقید کرنے کے باعث شہر بدر ہوا) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب ترین پیروکاروں میں شامل ہوا۔ چنانچہ لگتا ہے کہ آپ حنفی حلقوں میں میل جول رکھتے تھے اور شاید زید ہی کی طرح الوہی راہنمائی کے متمنی ہوں گے' مکہ سے نکالے جانے سے ایک روز قبل زید نے کعبہ کے قریب کھڑے ہو کر حرم کے بگڑے ہوئے مذہب کے متعلق شکایت کی لیکن اچانک وہ بول اٹھا: اے اللہ! اگر میں جانتا کہ تو کس انداز میں اپنی عبادت کیے جانے کا خواہش مند ہے تو میں تیری عبادت کرتا لیکن وہ انداز معلوم نہیں۔ (پیغمبر امن ص 28-29 / بحوالہ استشراقی فریب ص 80)

مقدمہ

حفاظتِ قرآن کی خدائی ذمہ داری

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر:9)

ترجمہ کنزالایمان: ''بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں''۔

تو اس آیت کریمہ میں نحن جمع کا صیغہ ارشاد فرمایا جبکہ وہ ذات ربِ عزوجل تو ایک ہی ہے' اور عربی قاعدے کلیے کے مطابق واحد کے لیے ''انا'' آتا ہے نہ کہ نحن۔ تو اس کا جواب علامہ آلوسی بغدادی نے تفسیر روح المعانی میں اس طرح دیا: بادشاہوں کا کلام اسی طرح کا ہوتا ہے' دنیا میں بھی کوئی بادشاہ یہ نہیں کہتا کہ یہ میں نے کیا' بلکہ کہتا ہے کہ ہم نے کیا' اور یہاں نحن تفہیماً لشانہ ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنی عظمت اور بڑائی بیان کرنے کے لیے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا' وہ تنہا ہے' لیکن ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔

اور مزید اللہ رب العزت عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''وانا لہ لحافظون'' کہ قرآن کریم کی حفاظت ہمارے ذمہ کرم پر ہے' اس کے بارے میں علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ اس سے پہلے کسی صحیفہ آسمانی کی حفاظت کا ذمہ اللہ عزوجل نے نہیں لیا تھا' بلکہ ان کی حفاظت اس زمانہ کے علماء کے سپرد تھی' اور یہ پاک کلام چونکہ اللہ عزوجل کی طرف سے آخری پیغام بن کر آیا ہے اور جن پر نازل ہوا' وہ بھی نبیوں میں

آخری نبی ہیں' لہٰذا قیامت کے دن تک کے لیے اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ عزوجل نے لی ہے۔ اور ''وانا لہ لحافظون'' جملہ اسمیہ ارشاد فرمایا جو کہ دوام و ثبوت پر دلالت کرتا ہے' یعنی قیامت تک کوئی بھی اسے مٹا نہیں سکتا۔

امریکہ' روس' جاپان اور دیگر اہل مغرب کی طاغوتی طاقتیں اگر اپنی طاقت طاغوتیہ سے قرآن کریم میں تحریف و تنقیص کرنا چاہے تو ہرگز نہ کرسکیں گے' کیونکہ اس امت مسلمہ کے بچوں کے سینوں میں یہ قرآن محفوظ ہے' اور وہ اسے دوبارہ لکھوا دیں گے چونکہ پہلے صحائف کو کوئی حفظ کرتا تھا اور نہ ہی اس کو حفظ کرنا آسان تھا اور یہ شرف و کرامت اس امتِ مسلمہ کو ہی ملی کہ انہوں نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ کتاب کو زبانی یاد کرلیا۔ پورے مجمع میں اگر قرآن پڑھا جارہا ہو اور پڑھنے والا غلطی کرے تو فوراً اس کو کہہ دیا جاتا ہے: یا شیخ درست پڑھو۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

لو ان الشيخ المهيب تفسير نقطة فى القرآن ليرد عليه الصبيان .

کہ مصر کا کوئی موٹا تازہ شیخ مہیب دورانِ تلاوت کوئی غلطی کردے یا نقطہ بدل دے تو ہمارا نو سالہ بچہ اس کو لقمہ دے دے گا۔ اور کہے گا: ''انت اخطأت یا شیخ'' ''یا شیخ! تم قرآن کی تلاوت میں غلطی کررہے ہو۔ علامہ آلوسی مزید تفسیر روح المعانی میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ جو رب کریم عزوجل نے لیا ہے' کیا یہ آسمانوں پر ہوگا؟ نہیں! بلکہ اسی زمین پر ہوگا' اور اس کی تفسیر میں علامہ آلوسی نے یہ جملہ فرما دیا کہ ''ای فی قلوب اولیاء نا'' یعنی اپنے اولیاء اور دوستوں کے دلوں میں ہم قرآن کریم کو محفوظ کریں گے۔

نبی کریم' رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حفظ کرنے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

اشراف امتی حملة القرآن واصحب الیل ۔(جامع صغیر)

کہ میری اُمت کے بڑے لوگ کون ہیں؟ ارے وہ میری اُمت کے بڑے لوگوں میں شمار ہیں جو قرآن کریم کو اپنے سینوں میں سجانے والے ہیں اور رات کو لازماً تہجد پڑھنے والے ہیں۔

جب اس پاک کلام کی حفاظت رب کائنات عزوجل خود کر رہا ہو تو اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا' نہ ہی ردّ و بدل کر سکتا ہے' کوئی امریکی طاقت ہو یا جاپانی' اس قرآن میں ذرا برابر ردّ و بدل نہیں کر سکتے۔ پورا قرآن تو دور ایک نقطہ میں بھی تبدیلی نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے بھی اس قرآن کو مٹا دینے کی سازشیں ہوئیں' لیکن قرآن نے ان کی اس طرح بولتی بند کی کہ اگر تم سارے کفار و مشرکین جمع ہو جاؤ تو میری مثل ایک آیت بھی نہ لا سکو گے۔

فرمایا کہ

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ ۔(بنی اسرائیل:88)

آج تقریباً چودہ سو سال گزر گئے اور آئے دن علوم و فنون میں ترقی ہو رہی ہے' جہاں مسلمانوں میں اضافہ ہو رہا ہے' دشمن اسلام اور منکرِ قرآن بھی بڑھ رہے ہیں' لیکن اس کے باوجود کوئی منکر قرآن اس جیسی کوئی سورت تو کجا ایک آیت بھی نہ لا سکا اور نہ ہی لا سکے گا' کیونکہ یہ قوتِ انسان میں نہیں کہ وہ اس جیسی کتاب لے آئے۔

لیکن قارئین کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ آج اس دور میں قرآنِ کریم کے خلاف بہت سازشیں ہو رہی ہیں' اور مسلمانوں کے دلوں سے قرآن کی محبت کو کم کرنے کے لیے تمام کفار یکجا نظر آ رہے ہیں اور انہوں نے ایک کتاب شائع کی ہے' جس کو نعوذ باللہ قرآن کے مقابل ٹھہراتے ہوئے اپنے پادریوں پر اس کا پڑھنا لازم قرار دے دیا ہے اور دیگر اپنے سکول و کالج میں اس کے لیکچر شروع کر دیے ہیں اور اس شیطانی کتاب کا

نام ''فرقان الحق'' رکھا ہے' جس میں باقاعدہ سورتیں بنائی گئی ہیں' اس لیے ضروری ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ان لعینوں کی حرکتوں سے آگاہ کیا جائے' ان کے قرآن مخالف عزموں کو ناکام کیا جائے' اور اسلام کی حقانیت کو مسلمانوں پر واضح کر دیا جائے تا کہ کسی قسم کی لغزش ان کے دل میں پیدا نہ ہو سکے اور اسلام کے دشمنوں کی حرکتوں کو جو وہ قرآن پاک کے ساتھ کر رہے ہیں' واضح کر دیا جائے۔

اقوالِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۱۔ کسی قوم سے مقابلے کے وقت یہ نہ دیکھو کہ اس کی اخلاقی خرابیاں تمہاری خرابیوں سے زیادہ ہیں بلکہ یہ دیکھو کہ تمہاری اخلاقی خوبیاں اس سے کتنی زیادہ ہیں۔ اسی میں کامیابی کا راز ہے۔(ص۳۴)

۲۔ جب حاکم بگڑ جاتا ہے تو رعایا بھی بگڑ جاتی ہے۔ سب سے بد بخت حاکم وہ ہے جس کے سبب سے رعایا بگڑ جائے۔

۳۔ حکومت کے منصب کے لیے ایسا شخص سب سے زیادہ موزوں ہے کہ جب وہ اس منصب پر فائز نہ ہو تو قوم کا سردار نظر آئے اور جب اس پر فائز ہو جائے تو انہیں میں سے ایک فرد معلوم ہو۔(۳۵)

۴۔ رعیت اس وقت تک امام کی پیروی کرتی ہے جب تک وہ اللہ کے احکام کی پیروی کرتا ہے جب وہ اللہ کے احکام سے سرکشی اختیار کرتا ہے تو رعایا اس کے حکموں سے سرکش ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ فسق و فجور میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو پھر رعایا اس سے بڑھ کر فاسق و فاجر ہو جاتی ہے۔(اقوال زریں کا انسائیکلوپیڈیا ص۳۸)

لندن میں قرآن

پچھلے برس امریکہ میں ایک یہودی عالم نے ''بین المذاہب ہم آہنگی'' کے ضمن میں ایک سیمینار منعقد کیا' جس میں تینوں بڑے مذاہب یعنی کہ یہودیت' عیسائیت اور اسلام سے متعلق علماء کو مدعو کیا گیا۔ ایجنڈے کی پہلی ہی شرط یہ طے ہوئی کہ تمام علماء صرف اپنی ''اصلی الہامی کتب'' میں سے اپنا مدعا بیان کریں گے تاکہ موضوع کو ایک حد میں رکھا جاسکے۔ مقررتاریخ کو مقرر کردہ ہال میں اس کی استطاعت سے بڑھ کر لوگ جمع ہوگئے۔ سیڑھیاں اور راہداریاں تک حاضرین سے کھچا کھچ بھر گئیں' حتیٰ کہ جب ہال میں گنجائش سے زیادہ لوگ جمع ہوگئے تو منتظمین نے باہر برآمدے میں ایک بڑی سکرین کا ہنگامی بندوبست کیا تاکہ حاضرین باہر کھڑے ہوکر بھی اندر کی بحث سن سکیں۔ زیر بحث موضوع کی مناسبت سے حاضرین جلسہ میں بھی تینوں مذاہب کے ماننے والے شامل تھے۔

سٹیج سیکرٹری ایک یہودی تھا' مذاہب کی سنیارٹی کے حوالے سے ہی مقررین کو سٹیج پر آنے کی دعوت دینا طے ہوگئی تو سٹیج سیکرٹری نے سب سے پہلے ایک یہودی عالم کو دعوتِ کلام دی' ایجنڈے کی شرط کے مطابق ان کے ہاتھ میں توریت کا ایک نسخہ تھا' جس میں سے حوالے دے کر انہوں نے اپنی نہایت ہی پُرمغز تقریر مکمل کی۔ دورانِ تقریر تالیاں بھی بجتی رہیں جس سے ظاہر ہے کہ سامعین خوش بھی تھے اور متاثر بھی نظر آرہے تھے۔

یہودی عالم کے بعد عیسائی پادری کو دعوت تقریر ملی تو انہوں نے بھی اپنا نقطہ نظر ہاتھ میں پکڑی انجیل کے حوالے سے دل آویز انداز میں پیش کیا جس کی سامعین کی اکثریت

نے تالیاں بجا کر داد بھی دی اور خراج تحسین بھی پیش کیا۔

ان دو مذاہب کے مقررین کے بعد مشکل نظر آرہا تھا کہ مسلمان عالم دین کس طرح سے اپنا بیان مکمل کرسکیں گے اور وہ بھی فقط قرآن کریم کے حوالوں سے' اشتیاق اور جستجو بڑھ گئی تھیں' حاضرین میں کثرت سے مسلمان بھی تھے جن کا تعلق افریقہ سے لے کر انڈونیشیا کے ممالک تک تھا' مگر تقریر کے لیے انگریزی زبان کا استعمال ہی کیا جانا تھا۔

مسلمان عالم دین کو دعوت ملی تو ان کا تعلق پاکستان سے تھا' آپ نے ڈھیلے ڈھالے انداز کا خوبصورت سفید لباس زیب تن کیا ہوا تھا' عمر کوئی پچاس کی دہائی میں لگتی تھی' اور سر پر سوڈانی انداز کی بھاری بھرکم کپڑے کی سفید پگ پہن رکھی تھی' انہوں نے ہاتھ میں قرآن حکیم کا ایک نسخہ سنبھال رکھا تھا' جب ان کو سٹیج پر بلایا گیا تو سب جستجو میں تھے کہ دیکھیں کہ یہ مسلمان عالم اب قرآنی حوالوں سے کون سی تقریر کرتے ہیں' جو پہلے یہودی اور عیسائی عالموں سے اگر بہتر نہیں تو ہم پلہ تو ضرور ہو' تاکہ اس بین المذاہب کانفرنس میں سبکی نہ ہو۔ خیر جب وہ صاحب تشریف لائے تو انہوں نے تقریر کرنے کی بجائے بڑی انکساری سے صرف دو تین جملے شستہ انگریزی میں ادا کیے اور اپنی کرسی پر واپس آکر بیٹھ گئے' وہ جملے ایسے تھے کہ ان کے بعد تالیاں تھمنے کا نام ہی نہیں لیتی تھیں اور حاضرین یہ اصرار کرنے لگے کہ مسلمان عالم کی بات کا جواب سٹیج پر آکر دیا جائے تاکہ وہ اپنی باقی تقریر مکمل کرپائیں۔

چونکہ سیمینار کی بنیادی شرط یہ تھی کہ تمام مذاہب کے مقرر صرف اپنی اپنی اصل الہامی کتب میں سے تقریر کرسکیں گے تو اس سلسلے میں مسلمان عالمِ دین نے اپنے ابتدائی فقروں میں قرآن حکیم کو بلند کر کے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ان سے بیشتر آنے والے مقررین نے جلسے کی بنیادی شرط ہی توڑ دی ہے' انہوں نے قرآن حکیم کی طرف اشارہ کرکے یہ دعویٰ کیا کہ ان کے ہاتھ میں تو اصل اور سچا قرآن کریم اپنی اصلی اور حقیقی زبان میں آج بھی موجود ہے' مگر ان سے بیشتر آنے والے یہودی اور عیسائی کے پاس ان کی اصل

کتب کے بجائے ان کے صرف ''تراجم'' تھے۔ اصل الہامی کتب ان کے پاس موجود ہی نہیں جو عبرانی زبان میں تھیں۔ اور عبرانی بھی وہ جو آج سے ہزاروں سال قبل بولی جاتی تھیں، جو کہ آج کل تقریباً ناپید ہے۔ اصل اور ترجمے میں جتنا فرق ہو سکتا ہے، وہ ان کے پاس موجود تراجم میں بھی بہر حال موجود ہے۔ جو معلوم نہیں کس کس زبان سے ترجمہ در ترجمہ کی شکل میں آج ان کے ہاتھوں میں ہے، جس کو وہ توریت یا انجیل سمجھتے ہیں۔ جب حاضرین کی تالیاں کچھ تھمیں تو سٹیج پر بیٹھے یہودی عالم دین نے کھڑے ہو کر اس بات کا اقرار کیا کہ سیمینار کی بنیادی شرط کے متعلق اٹھایا گیا مسلمان عالم دین کا نقطہ نظر بادی النظر میں صحیح بھی ہے، اور اس کے پاس اس مسلمان کے نقطہ کا کوئی خاطر خواہ جواب بھی نہیں، لہٰذا اس دن کا جلسہ وہیں ختم کر کے وعدہ کیا کہ اس بات کا مناسب جواب سوچ کر پھر سے یہی جلسہ کسی اگلی تاریخ پر منعقد کیا جائے گا۔ یہودی عالم کے اس اقرار کے بعد نعرۂ تکبیر بلند ہوا اور حاضرینِ جلسہ اپنے اپنے علاقوں کو روانہ ہو گئے۔

یہ ساری روداد مجھے یوں یاد آئی (جاوید کاہلوں) جب میرا بیٹا عادل کاہلوں جو لندن میں ''لنکنز ان'' میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر رہا ہے، اپنے سٹی لاء سکول، لندن سے واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک انگریزی میں ترجمہ شدہ کتاب تھی، جس کے سرورق پر '' The Quran (Translated by: Maulana Wahiduddin Kram) '' لکھا تھا۔ عادل نے مجھے وہ کتاب دکھا کر کہا کہ یہ قرآن حکیم ہے اور مجھے آج یہ کسی نے تحفے میں دیا ہے، کھول کر دیکھا تو یہ کسی تھامین پریس انڈیا میں چھپایا گیا ہے اور گڈ ورڈ بکس نمبر 1، نظام الدین مارکیٹ، نیو دہلی اس کے پبلشر ہیں۔ یہ نام نہاد ترجمہ بغیر قربی قرآن کے متن کے صرف ایک ترجمے کے طور پر چھاپ کر ایک اصلی قرآن کے طور پر لندن اور امریکہ وغیرہ میں بانٹا جا رہا ہے۔ اس کتاب کے ابتدائی کلمات میں ہی مسلمانوں کے فلسفہ جہاد پر معذرت خواہ تنقید کی گئی ہے، جو اس کے پیچھے موجود شیطانی فکر کو اجاگر کرنے کے لیے کافی ہے، میں چونکہ اس ترجمے پر رائے دینے

کے قابل اپنے آپ کو نہیں سمجھتا، مگر یہ ضرور جانتا ہوں کہ عربی قرآنی متن کے بغیر ایک ترجمے کو ''قرآن حکیم'' کے طور پر پیش کرنا بھی کتنی بڑی ابلیسیت ہے۔ اور اس سازش کے پیچھے کئی بڑے بڑے ہاتھ کارفرما ہو سکتے ہیں۔ جن میں سے اکثریت بالآخر کوئی یہودی ہی نکلتا ہے، یہودیوں کو اسلام اور بالخصوص قرآن حکیم کے متعلق سازشیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے وقت سے ہی جاری وساری ہیں، اور اسی وجہ سے آپ کی خواہش کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام یہودیوں کو جزیرہ نمائے عرب سے ؟؟؟ نکال دیا تھا۔ یہودیوں کے اعتقاد کے مطابق فقط وہ ہی اللہ تعالیٰ کی چہیتی قوم ہیں اور ان کا مذہب ہی سچا ہے، باقی تمام عالم ان کے نزدیک ''اُمی'' ہے۔

اب کیا کیا جائے کہ یہودیوں یا پھر عیسائیوں کے پاس قرآن حکیم میں درج ان چیلنجز کا کوئی جواب بن نہیں پاتا، جس میں تمام انسانوں کو فرقانِ حمید کی ''ایک سورت'' بنانے کا چیلنج ہے۔ جس میں وہ اب تک تمام کوششوں کے باوجود ''سیاہ رو'' ہیں، یا پھر یہ کہ اس ''کتاب'' کی حفاظت خود اللہ کریم نے اٹھا رکھی ہے، اور یہ چیلنج بھی قرآنِ عربی کے متن میں انوار افروز ہے اور یہ بھی کہ یہ کتاب ''لاریب'' ہے۔ اور چیلنج بھی ایسا صحیح مطلب صرف عربی زبان میں ادا کرتا ہے اور کوئی ترجمہ بھی اس کا نعم البدل نہیں ہو سکتا، اسی وجہ سے اوّل روز سے ہی امتِ اسلام کا اس سلسلہ میں متفقہ فیصلہ ہے کہ مختلف اقوام کے سمجھنے کے لیے اگرچہ فرقانِ نور کے تراجم مختلف زبانوں میں کیے جا سکتے ہیں مگر صرف اس شرط کے ساتھ کہ ہر ترجمے کے ساتھ اصل قرآنی متن کا عربی میں موجود ہونا از بس ضروری ہے۔ بصورتِ دیگر کوئی بھی دوسری کتاب ایک ''ترجمہ'' تو کہلا سکتی ہے ''قرآن حکیم'' کسی صورت نہیں ہو سکتی اور اس سلسلے میں اُمت کا متفقہ اجماع ہے۔

یہ حقیقت جب میں نے اپنے بیٹے سے بیان کی تو وہ ششدر رہ گیا کیونکہ اس سے پہلے ایسا نہیں سوچا تھا، ابھی کچھ صدیوں سے ہنود و یہود مل کر اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں، لندن میں بانٹا جانے والا انگریزی ترجمہ بھی یہود و ہنود کی سازش کا

حصہ ہیں۔ جس میں وہ قرآن حکیم کو (نعوذ باللہ) اس مقام پر لے کر جانا چاہتے ہیں جہاں پر ان کی اپنی الہامی کتب پہنچ چکی ہیں، اور جس کا جواب ان کے عالموں کے پاس بن نہیں پاتا، میں اس کالم کے ذریعے اُمت کے زعماء کی توجہ ان سازشوں (اور دہشت گردیوں) کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا جن میں یہود و ہنود دن رات مشغول ہیں تا کہ ان کا سد باب کیا جاسکے۔

(جاوید کاہلوں...... (انداز فکر) روزنامہ خبریں)

اقوالِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

۱- لوگو! ایک زمانہ آئے گا جس میں چغل خور کے سوا کوئی مقرب (سلطان) نہ ہوگا اور بدکار کے سوا کوئی عالی ظرف نہ ہوگا اور انصاف پرور کے سوا کسی کو کمزور نہیں سمجھا جائے گا۔ اس زمانہ میں لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے اور صلہ رحمی کر کے احسان جتلائیں گے۔ عبادات اس لئے کریں گے کہ فضیلت میں دوسروں سے بالاتر سمجھے جائیں۔ چنانچہ جب وہ زمانہ آئے گا تو حکومت، عورتوں کے مشورے، لڑکوں کی امارات اور ہیجڑوں کے بل بوتے پر ہوگی۔ (۴۳)

۲- کمینے انسان کو جب بلند رتبہ مل جاتا ہے تو وہ سرکشی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ (۵۰)

۳- جس شخص کی نظر اپنے عیبوں پر ہے وہ دوسروں کے عیب نہیں دیکھتا۔

۴- غموں کے کانٹوں اور دکھوں کی دھول سے اپنی آنکھوں کو بند کر لو ورنہ کبھی خوشی سے زندگی بسر نہیں کر سکو گے۔

(اقوال زریں کا انسائیکلو پیڈیا (۵۱)

یہ جنگ کیسے شروع ہوئی؟

امریکہ اور مسلمانوں کی جنگ کا آغاز 1949ء میں ہوا تھا اور یہ جنگ دو استادوں سے شروع ہوئی تھی۔

1906ء میں مصر کے صوبے اسیوط کے ایک گاؤں موشا میں ایک بچہ پیدا ہوا، بچے کے والد کا نام حاجی قطب ابراہیم اور والدہ کا نام فاطمہ حسین عثمان تھا، والد کھیتی باڑی کرتے تھے جبکہ والدہ ایک دیندار اور پرہیزگار خاتون تھی۔ بچے نے دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور 1933ء میں قاہرہ سے بی اے اور اس کے بعد وہ مصر کی وزارتِ تعلیم میں انسپکٹر آف سکولز بھرتی ہوگیا، 1949ء میں وزارت نے اسے امریکہ کا نظامِ تعلیم سمجھنے کے لیے کولوریڈو بھجوادیا۔ وہ امریکہ میں دو سال رہے اور ان دو برسوں میں انہوں نے ولسن ٹیچرس کالج واشنگٹن، ٹیچرس کالج کولوریڈو اور سٹین فورڈ یونیورسٹی کیلیفورنیا میں تعلیم حاصل کی، امریکہ میں قیام کے دوران انہیں امریکی معاشرے کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا، یہ امریکہ میں ''ہپی ازم'' کے آغاز کا دور تھا، امریکی معاشرہ بڑی تیزی سے ماڈرن اور اعتدال پسند ہو رہا تھا، امریکہ میں منشیات، ڈسکو اور جنس پرستی عام ہو رہی تھی۔

امریکہ میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو رہا تھا جو پوری دنیا میں عیسائیت کا غلبہ چاہتا تھا۔ اس طبقہ کا کہنا تھا: ہم نے ناگا ساکی اور ہیروشیما کو ایٹم بم سے اڑا کر اپنی برتری ثابت کر دی، لہٰذا اب ہمیں پوری دنیا کو عیسائی بنا دینا چاہیے۔ یہ طبقہ سوویت یونین اور مسلمانوں کو اپنا اگلا ٹارگٹ سمجھتا تھا، مصر کے اس انسپکٹر سکولز نے ان دونوں تحریکوں کا بڑے غور سے مطالعہ کیا،

وہ 1951ء میں واپس مصر آئے تو وہ مکمل طور پر ایک انقلابی شخصیت بن چکے تھے‘ وہ لبرل ازم اور عیسائی پادریوں کے خلاف ہو چکے تھے۔ ان کا خیال تھا اگر عالمِ اسلام بیدار نہ ہوا تو وہ اگلے تیس چالیس برسوں میں شدید بحران کا شکار ہو جائے گا‘ انہوں نے ”اخوان المسلمون“ جوائن کی اور مصری نوجوانوں میں انقلابی روح پھونکنا شروع کر دی۔

ہم تھوڑی دیر کے لیے اس کہانی کو یہاں روکتے ہیں اور دوسرے استاد کی طرف آتے ہیں۔

1949ء میں لیو سٹراس نام کا ایک استاد شکاگو یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا‘ وہ پولیٹیکل فلاسفر تھا‘ اس وقت شکاگو یونیورسٹی میں ”ہپیوں“ کا قبضہ تھا‘ یہ لوگ امن اور عالمی بھائی چارے کو مذہب قرار دیتے تھے اور ان کا کہنا تھا: دنیا کے تمام انسان برابر ہیں‘ اور مذہب ان انسانوں کو تقسیم کرتا ہے۔ لہٰذا دنیا سے مذاہب ختم ہو جانے چاہئیں۔ لیو ایک کٹر یہودی اور قدامت پسند فلسفی تھا‘ اسے یہ تحریک پسند نہ آئی‘ اس نے سوچا کہ ہپی ازم کے سامنے قدامت پسندی کا بند باندھنا چاہیے‘ کیونکہ اگر ماڈرن ازم کا راستہ نہ روکا گیا تو عیسائی اور یہودی دنیا اس سے شدید نقصان اٹھائے گی۔ لیو کا خیال تھا کہ آنے والے دنوں میں اشتراکیت اور مسلمان ان کے سب سے بڑے دشمن ہوں گے‘ لہٰذا اسے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک ”لشکر“ تیار کرنا چاہیے۔ لیو نے 1951ء میں شکاگو یونیورسٹی میں اپنا ایک گروپ بنایا اور اس گروپ نے محدود پیمانے پر کام شروع کر دیا‘ اس گروپ کے ایجنڈے کے چار نقاط تھے: (1) عیسائی تعلیمات کو عام کرنا (2) ماڈرن ازم کو روکنا (3) اشتراکی نظریات کا مقابلہ کرنا‘ اور (4) امریکی معاشرے کو مسلمانوں سے خبردار کرنا۔ لیو نے 1951ء سے 1955ء تک شکاگو میں اپنا ایک اچھا خاصا حلقہ پیدا کر لیا۔
ہم اب تھوڑی دیر کے لیے اس کہانی کو یہاں روکتے ہیں اور واپس پہلے استاد کی طرف آتے ہیں۔

مصر کے اس استاد کا نام سید قطب تھا‘ سید قطب کو اللہ تعالیٰ نے تحریر اور گفتگو کے فن

سے نواز رکھا تھا‘ سید قطب نے ان دونوں فنون سے مصری نوجوانوں کی کردار سازی شروع کر دی‘ ان دنوں مصر میں شاہ فاروق کی حکومت تھی‘ شاہ فاروق ایک عیاش طبع بادشاہ تھا‘ لہٰذا مصری معاشرہ خرابی کی انتہا تک پہنچا ہوا تھا‘ سید قطب نے لوگوں کو بادشاہ کے خلاف اُبھارنا شروع کر دیا۔ 1952ء میں جنرل محمد نجیب اور کرنل جمال عبدالناصر نے شاہ فاروق کا تختہ اُلٹ دیا‘ سید قطب نے فوجی بغاوت کی بھرپور حمایت کی لیکن جب نئی فوجی قیادت نے بھی مصر کو لبرل‘ ماڈرن اور معتدل بنانا شروع کر دیا تو سید قطب حکومت کے خلاف ہو گئے‘ حکومت نے 1954ء میں انہیں گرفتار کر لیا۔ انہیں شدید تشدد کا شکار بنایا گیا‘ اس وقت تک مصر میں سی آئی اے داخل ہو چکی تھی۔ سی آئی اے بھی قید خانے میں سید قطب پر تشدد کرتی رہی‘ حکومت نے سید قطب کو دس سال قید خانے میں رکھا...... 1964ء میں عراقی حکومت کی مداخلت پر انہیں رہا کر دیا گیا لیکن ان کے معمولات اور ملاقاتیوں کی کڑی نگرانی جاری رہی‘ وہ شدید علالت کا شکار تھے‘ ایک سال بعد انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا‘ ان پر بند کمرے میں مقدمہ چلایا گیا اور 29 اگست 1966ء کو سید قطب کو دو ساتھیوں سمیت پھانسی دے دی گئی۔ سید قطب شہید ہو گئے لیکن وہ اپنے پیچھے شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ چھوڑ گئے۔ ان شاگردوں میں سے تین حضرات نے آنے والے دنوں میں عالمی شہرت حاصل کی‘ ان میں سے ایک امام خمینی تھے‘ امام خمینی خود کو سید قطب کے نظریاتی اور روحانی شاگرد کہتے تھے۔ اب دوسرے استاد کی طرف آتے ہیں‘ لیو سٹراس اور اس کے شاگردوں کی شکاگو کے ہپیوں کے ساتھ لڑائی شروع ہو گئی‘ یہ لوگ جب یونیورسٹی سے فارغ ہوئے تو قدامت پسند خیالات کے باعث معاشرے نے انہیں مسترد کر دیا‘ شکاگو میں ان پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا‘ لہٰذا یہ لوگ شکاگو سے نقل مکانی کر کے واشنگٹن آ گئے‘ واشنگٹن میں انہوں نے سوچا جب تک ہم اقتدار کے حلقے میں داخل نہیں ہوتے‘ ہم اپنے نظریات کو عملی شکل نہیں دے سکیں گے‘ انہوں نے ڈیموکریٹک اور ری پبلکن پارٹی کا جائزہ لیا۔ انہیں ری پبلکن پارٹی ”سافٹ

ٹارگٹ'' محسوس ہوئی' لہٰذا یہ لوگ ری پبلکن پارٹی میں شامل ہو گئے اور آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے اوپر آ گئے' لیوسٹراس کو بھی اللہ تعالیٰ نے چار نامور شاگرد ''عنایت'' کیے تھے' ان شاگردوں نے آنے والے دنوں میں عالمگیر شہرت پائی' ان میں ایک (1) ڈک چینی تھے (2) ڈونلڈ رمز فیلڈ (3) پال وولف وٹز اور (4) ولیم کرسٹول تھا۔

لیوسٹراس 1973ء میں انتقال کر گیا' جس کے بعد اس کے ان چار شاگردوں نے اس کا علم اٹھا لیا' اور اب دونوں استادوں کے شاگرد میدان میں آتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھتے چلے جاتے تھے۔

1972ء میں امریکہ میں ری پبلکن پارٹی کے رچرڈ نکسن کی حکومت آتی ہے' نکسن اور ان کے وزیر خارجہ ہنری کسنجر سوویت یونین اور چین کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کا فیصلہ کرتے ہیں لیکن لیوسٹراس کے شاگرد اس کی شدید مخالفت کرتے ہیں۔ 1974ء میں نکسن کی حکومت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ جیرالڈ فورڈ صدر بنتے ہیں تو ڈونلڈ رمز فیلڈ ان کے وزیر دفاع اور ڈک چینی صدر کے چیف آف سٹاف بن جاتے ہیں' یوں لیوسٹراس کے شاگرد حکومت کا حصہ بن جاتے ہیں' جبکہ سید قطب کے شاگردوں کو مصر میں باغیوں کا درجہ مل جاتا ہے اور حکومت ان کے خلاف کارروائیاں شروع کر دیتی ہے' آنے والے دن اور واقعات بہت دلچسپ شکل اختیار کرتے ہیں' جیرالڈ فورڈ روس کا دورہ کرتے ہیں' جس کے بعد سرد جنگ نئے دور میں داخل ہو جاتی ہے' اس دوران انور السادات مصر کے صدر بنتے ہیں۔ وہ 1977ء میں اسرائیل کا دورہ کرتے ہیں' کیمپ ڈیوڈ کا معاہدہ ہوتا ہے اور مصر سمیت پوری اسلامی دنیا میں سادات کے خلاف احتجاج شروع ہو جاتا ہے' 1980ء میں ایمن الظواہری اور ان کے ساتھی عملی جہاد کا اعلان کرتے ہیں' یہ لوگ فوج میں اپنا رسوخ قائم کرتے ہیں' 16 اکتوبر 1981ء کو پریڈ کے دوران انور السادات کو گولی مار دی جاتی ہے' جس کے بعد ایمن الظواہری' عبدالسلام خراج اور ان کے ساتھی گرفتار ہو جاتے ہیں۔ (جاوید چودھری / روزنامہ ایکسپریس لاہور 2006ء)

اس کے بعد کیا ہوا؟

لیوسٹراس کے شاگرد اس وقت تک ''نیو کنزرویٹو'' کے نام سے مشہور ہو چکے تھے رونلڈ ریگن نے 20 جنوری 1981ء کو صدر کا حلف اٹھایا' ان کے ساتھ جارج ڈبلیو بش (سینئر) نائب صدر منتخب ہوئے' صدر ریگن کے دور میں رچرڈ پرل امریکہ کا نائب سیکرٹری دفاع بن گیا' رچرڈ پرل کا تعلق لیوسٹراس گروپ سے تھا اور اس نے افغانستان میں امریکہ کو روس سے لڑانے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ 1984ء میں لیوسٹراس کے شاگردوں کو محسوس ہوا کہ جارج بش امریکہ کے اگلے صدر ہوں گے' چنانچہ انہوں نے غیر محسوس طریقے سے جارج بش کو گھیر لیا' وہ جارج بش کے قریب ہوتے چلے گئے۔ آپ اس صورتِ حال کا ایک دلچسپ پہلو ملاحظہ کیجئے۔ 1984ء میں امریکہ' افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف برسرپیکار تھا' امریکہ کو اس وقت ایسے لوگوں کی ضرورت تھی جو اس جنگ کو مذہبی فریضہ سمجھ کر لڑیں' دنیا میں اس وقت سید قطب کا واحد گروپ تھا جو اس جنگ کو جہاد کی شکل دے سکتا تھا' چنانچہ ''نیو کنزرویٹو'' نے مصری حکومت سے بات چیت کی اور حسنی مبارک نے ایمن الظواہری اور ان کے ساتھیوں کو رہا کر دیا۔ یہ لوگ 1985ء میں افغانستان چلے گئے' یوں سید قطب اور لیوسٹراس کے شاگرد پہلی بار ایک جگہ جمع ہو گئے۔ 1985ء ہی وہ سال تھا جب ایمن الظواہری کی اسامہ بن لادن سے ملاقات ہوئی' اسامہ بن لادن کے پاس پیسہ اور جذبہ تھا جبکہ ایمن الظواہری منصوبہ بندی کے ماہر تھے چنانچہ ان دونوں نے مل کر کمال کر دیا' 1987ء میں افغانستان کی جنگ عملاً ختم ہو گئی' امریکہ افغانستان سے واپس چلا گیا' امریکہ دیکھا دیکھی ایمن الظواہری' اسامہ بن لادن اور عبدالسلام خراج بھی واپس لوٹ گئے' یہ لوگ جب اپنے ملکوں میں پہنچے تو یہ اسلامی دنیا کے ہیرو بن چکے تھے جس کی وجہ سے مصر' الجزائر اور سعودی عرب کی حکومتیں ان لوگوں سے خائف ہونے لگیں' ان لوگوں نے بھی حکومتوں پر نکتہ چینی شروع کر دی' اس کے نتیجے میں ان کا اپنی اپنی حکومتوں سے ٹکراؤ شروع ہو گیا' ہم ایک بار اس کہانی کو یہاں روکتے

ہوئے لیوسٹراس کے شاگردوں کی طرف واپس آتے ہیں۔

20 جنوری 1980ء کو امریکہ میں جارج بش سینئر نے حلف اٹھایا جس کے بعد لیوسٹراس کا براہ راست شاگرد پال وولف وٹز بش کی وزارتِ خارجہ کا انڈر سیکرٹری بن گیا' ولیم کرسٹول نائب صدر کا چیف آف سٹاف ہو گیا' جبکہ ڈک چینی کو امریکہ کا وزیر دفاع بنا دیا گیا' اس دور میں عراق ان لوگوں کا فوکس تھا' ان لوگوں نے عراق میں موجود امریکی سفیر اپریل گلیسپی کے ذریعے صدام حسین کو ''ٹریپ'' کیا' صدام سے کویت کو قبضہ کرایا اور اس کے بعد بش سینئر سے 17 جنوری 1991ء کو عراق پر حملہ کرا دیا' اس وقت جنرل کولن پاول چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف تھا' 26 جنوری 1991ء کو صدام حسین نے کویت خالی کر دیا' اس وقت نیو کنزرویٹو اور کولن پاؤل میں اختلافات پیدا ہو گئے' نیو کنزرویٹو کی خواہش تھی کہ صدر بش عراق پر باقاعدہ قبضہ کر لیں جبکہ کولن پاؤل کا کہنا تھا کہ ہم صدام حسین سے کویت خالی کرانے آئے ہیں' کویت خالی ہو چکا ہے' لہٰذا ہمیں اب واپس جانا چاہیے۔ صدر بش سینئر نے کولن پاؤل کی بات مان لی جس کے بعد ان کی کولن پاؤل سے ٹھن گئی۔ ہم ایک بار اس کہانی کو روکتے ہوئے سید قطب کے شاگردوں کی طرف واپس آتے ہیں۔

1991ء کی گلف وار کے دوران امریکہ نے سعودی عرب کو فوجی ''حفاظت'' کی پیش کش کی' شاہ فہد نے یہ آفر قبول کر لی' اس وقت اسامہ بن لادن شاہ سے ملے اور انہیں افغان اور عرب مجاہدین کے ذریعے سعودی عرب کی حفاظت کی پیش کش کی لیکن شاہ نے ان کی یہ آفر مسترد کر دی جس کے نتیجے میں اسامہ بن لادن نے حکومت کے خلاف اعلانِ بغاوت کر دیا۔ حکومت نے ان کی شہریت معطل کی اور انہیں ملک سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ اسامہ سوڈان چلے گئے' ایمن الظواہری بھی مصر سے نکلے اور ان کے ساتھ شامل ہو گئے' ان لوگوں نے سوڈان میں القاعدہ کو متحرک اور القاعدہ نے 1993ء کو میں نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور صومالیہ میں اقوام متحدہ کے فوجیوں پر حملے کر دیئے۔

26 جون 1995ء میں ان لوگوں نے مصری صدر حسنی مبارک پر حملہ کر دیا' حسنی مبارک اس وقت ایتھوپیا کے دورے پر تھے' ان پر حملوں کے ردعمل میں امریکہ نے سوڈان پر شدید دباؤ ڈالنا شروع کر دیا' سوڈان امریکی دباؤ میں آ گیا' اور اس نے ان لوگوں کو نکل جانے کا حکم دے دیا۔ اسامہ بن لادن نے اپنے خاندان کے دوسرے افراد لیے اور 1996ء میں جلال آباد آ گئے۔ اگلے سال کے شروع میں ایمن الظواہری بھی اپنے مجاہدین کے ساتھ افغانستان آ گئے۔ اب لیوسٹراس کے شاگردوں کی طرف واپس آتے ہیں۔

20 جنوری 1993ء کو بل کلنٹن نے صدر کا حلف اٹھایا' وہ ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق رکھتے تھے اور دل سے نیو کنزرویٹو کو ناپسند کرتے تھے' کلنٹن دور میں ان لوگوں کا وائٹ ہاؤس میں داخلہ بند ہو گیا لیکن یہ اس سارا عرصہ صدر کلنٹن کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہے۔ اس دوران یہ لوگ بش فیملی اور امریکہ کے پادریوں کے ساتھ رابطے میں رہے۔ ان لوگوں نے پادریوں کے بش کے بیٹے بش جونیئر کی حمایت پر تیار کر لیا' اسی دوران نیو کنزرویٹو نے جون 1997ء میں واشنگٹن میں پراجیکٹ آف نیو امریکن سنچری (پی این اے سی) کے نام سے ایک تھینک ٹینک کی بنیاد رکھی' اس تھینک ٹینک کا تین نقاطی ایجنڈا تھا۔ (1) امریکہ کے لیے خلائی فوج تشکیل دینا (2) امریکہ کا دفاعی بجٹ بڑھانا' اور (3) امریکہ دفاعی پالیسی تبدیل کرنا۔ ابتداء میں تھینک ٹینک کے 25 ارکان تھے اور اس کا چیئرمین ولیم کرسٹول تھا' جارج بش کا بیٹا جیب بش' ڈک چینی' ڈونلڈ رمزفیلڈ' پال وولف وٹز اور زاہا خلیل زاد بھی اس تھنک ٹینک میں شامل تھا' ہم یہاں ایک بار پھر رکتے ہیں اور واپس افغانستان جاتے ہیں۔

1998ء میں اسامہ بن لادن اور ایمن الظواہری نے قندھار میں پریس کانفرنس کی اور اس پریس کانفرنس میں اس نے امریکہ کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان کے دو نتائج ظاہر ہوئے...... نیو کنزرویٹو کو بل کلنٹن پر دباؤ ڈالنے کا موقع مل گیا اور دوسرا صدام حسین کو القاعدہ میں روشنی کی کرن دکھائی دینے لگی۔ صدام حسین نے اسامہ بن

لادن سے رابطہ کیا اور انہیں عراق میں منتقل ہونے کی پیش کش کی۔ اسامہ نے افغانستان چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ تاہم ان کے صدام کے ساتھ رابطے استوار ہو گئے۔ 1998ء ہی میں القاعدہ نے ایران کے ساتھ تعلقات استوار کیے اور یوں یہ لوگ ایران اور عراق کی مدد سے حزب اللہ تک پہنچ گئے۔ حزب اللہ نے لبنان میں القاعدہ کے افراد کو ٹریننگ دینا شروع کر دی‘ حزب اللہ کے افراد نے بعدازاں نیروبی اور دارالسلام میں امریکی سفارت خانے اُڑا دیئے‘ اس وقت تک ایران‘ عراق اور حزب اللہ کا خیال تھا کہ القاعدہ کی سرگرمیاں صرف یہیں تک محدود رہیں گی لیکن القاعدہ نائن الیون کی منصوبہ بندی کر رہی تھی۔ سید قطب کے افراد بڑی تیزی سے نائن الیون کی طرف بڑھ رہے تھے۔ دوسری طرف نیوکنزرویٹو‘ کسی ایسے بہانے کی تلاش میں تھے جس کی مدد سے وہ امریکہ کو عالم اسلام کے سامنے کھڑا کر سکیں‘ ان لوگوں کے تھنک ٹینک ی این اے سی نے 2000ء میں اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کیا‘ انہوں نے اپنی میٹنگ میں اعلان کیا: ”ہمیں نئے خطرات (مسلمانوں) سے نبٹنے کے لیے ایک نئی پرل ہاربر کی ضرورت ہے“۔ اب صورتِ حال دلچسپ ہو گئی۔

سید قطب کے افراد افغانستان اور لبنان میں بیٹھ کر نائن الیون کا انتظار کرنے لگے‘ جبکہ لیوسٹراس کے شاگرد کسی ایسی پرل ہاربر کی تلاش میں مصروف ہو گئے جس کی آڑ میں وہ اسلامی دنیا پر حملہ کر سکیں‘ اسی دوران 2000ء کے الیکشن ہوئے‘ جارج بش جونیئر صدر منتخب ہوئے اور ان کے ساتھ ساتھ لیوسٹراس کا سارا گروپ اقتدار میں آ گیا‘ ڈک چینی نائب صدر بن گئے‘ رمزفیلڈ وزیر دفاع ہو گئے‘ اور پال وولف وٹز کو نائب وزیر دفاع کا عہدہ مل گیا‘ یوں سید قطب اور لیوسٹراس کے شاگرد آمنے سامنے کھڑے ہو گئے اور دونوں کسی مناسب موقع کا انتظار کرنے لگے۔

اب کس کی باری ہے؟

اور پھر نائن الیون کا دن آ گیا‘ امریکہ کے ہوائی اڈوں سے چار جہاز اُڑے‘ دو نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر سے ٹکرائے‘ ایک واشنگٹن میں پینٹا گان پر گرا اور ایک وائٹ ہاؤس کی طرف بڑھا لیکن اسے راستے ہی میں گرا دیا گیا۔ سید قطب کے مجاہدین نے امریکہ کو جڑوں سے ہلا دیا۔ یہ آپریشن حزب اللہ‘ عراق اور ایران تک کے لیے غیر متوقع تھا‘ چنانچہ یہ تینوں فوری طور پر القاعدہ سے الگ ہو گئے‘ 14 ستمبر کو صدر بش نے اس حملے کو ”صلیبی جنگ“ قرار دے دیا‘ اس وقت چھ اسلامی ملک افغانستان‘ عراق‘ شام‘ ایران‘ پاکستان اور سعودی عرب‘ امریکہ کے ٹارگٹ تھے‘ نائن الیون کے بعد دنیا ایک نئے دور میں داخل ہو گئی‘ نیوکنزرویٹو آگے بڑھے اور انہوں نے صدر بش سے اسلامی دنیا پر حملہ کرا دیا۔ امریکی فوج نے افغانستان پر حملہ کیا اور افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ افغانستان کے بعد یہ لوگ عراق کی طرف بڑھے اور انہوں نے عراق میں کوئی بچہ چھوڑا‘ کوئی عورت چھوڑی اور نہ ہی کوئی بزرگ۔ بش انتظامیہ میں وزیر خارجہ کولن پاؤل واحد شخص تھا جو ان حملوں کے خلاف تھا۔ اس نے کابینہ کے اجلاس میں نیوکنزرویٹو کی مخالفت کی۔ یہ لوگ بھی کولن پاؤل سے خائف تھے۔ لہٰذا دونوں کے درمیان ایک بار پھر جنگ چھڑ گئی۔ ان دنوں کولن پاؤل نے خلیج کی صورتِ حال پر چند ایسے بیانات جاری کر دیئے جو امریکی پالیسی سے مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے ان بیانات کو ہوا بنایا جس کے نتیجے میں کولن پاؤل نے اعلان کر دیا کہ بش کے اگلے دور میں کابینہ کا حصہ نہیں بنے گا۔ بش کو یہ بیان برا لگا لہٰذا صدر نے 15 نومبر 2004ء کولن پاؤل سے استعفیٰ لے لیا اور

اس کی جگہ نیو کنزرویٹو کی رکن کونڈ ولیزا رائس کو وزیر خارجہ بنا دیا جس کے بعد امریکہ کا تمام تر اختیار نیو کنزرویٹو کے ہاتھ میں چلا گیا۔

عراق کے بعد شام اور ایران کی باری تھی لیکن 2005ء میں صدر بش کے لیے تین بڑے مسائل پیدا ہو گئے۔

(1) ایک امریکہ، افغانستان اور عراق میں بری طرح پھنس گیا۔

(2) یورپ پوری دنیا میں صدر بش کا امیج خراب ہو گیا اور یورپ، روس اور جاپان نیو کنزرویٹو پر انگلی اٹھانے لگے۔ بش کا خیال تھا کہ یورپ مسلمانوں کے خلاف اس جنگ میں امریکہ کا کھل کر ساتھ دے گا لیکن میڈرڈ اور لندن کے بم دھماکوں کے باوجود یورپ نے عالم اسلام کے خلاف اعلانِ جنگ نہ کیا۔

(3) اور صدر بش اور نیو کنزرویٹو باقی اسلامی ممالک پر حملے کے لیے دفاعی بجٹ میں 40 فیصد اضافہ کرنا چاہتے تھے لیکن کانگریس نے ان کی درخواست مسترد کر دی۔

چنانچہ اس صورتِ حال میں ''نیو کنزرویٹو'' اپنی پالیسی کی تشکیل نو پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے جنگ کے نئے فیز کے لیے اسرائیل اور بھارت کو ''فرنٹ لائن سٹیٹس'' بنانے کا فیصلہ کیا۔ آپ کے لیے یہ اطلاع حیران کن ہو گی کہ لیوسٹراس کے ''نیو کنزرویٹو'' کے بااثر ارکان کی تعداد پچاس ہے اور ارکان میں سے 25 یہودی ہیں۔ نیو کنزرویٹو نے جون 2006ء میں شطرنج کے مہرے تبدیل کیے اور اسرائیل سے حماس پر حملے شروع کرا دیئے۔ 12 جولائی کی صبح اسرائیل کے دو فوجی اغوا ہوئے اور اسی شام اسرائیل نے لبنان پر بھی حملہ کر دیا۔ میں پچھلے ایک ماہ سے لبنان پر اسرائیلی حملوں کا مطالعہ کر رہا ہوں، مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ ان اسرائیلی فوجیوں کا اغواء نیو کنزرویٹو کی چال تھی اور اس کا مقصد اسرائیل کو لبنان پر حملے کا جواز فراہم کرنا تھا۔ آج لبنان پر اسرائیلی حملے دوسرے مہینے میں داخل ہو چکے ہیں۔ (یہ 2006ء کی بات ہے) گزشتہ ایک ماہ کے دوران اسرائیل نے لبنان پر اڑھائی ہزار حملے کیے جن کے نتیجے میں پورا لبنان تباہ ہو گیا لیکن حزب اللہ کو

زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ کیوں؟ آج یہ سوال پوری دنیا کے سوچنے والوں کو حیران کر رہا ہے۔ ہم خوش فہم مسلمان اسے حزب اللہ کی کامیابی سمجھ رہے ہیں، لیکن میرا خیال اس سے قدرے مختلف ہے، مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اسرائیل اور امریکہ حزب اللہ کی اس ''فتح'' کی آڑ میں ایک خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں۔ امریکہ کا یہودی میڈیا دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا ہے کہ شام اور ایران حزب اللہ کو عسکری، مالی اور افرادی قوت فراہم کر رہے ہیں اور حزب اللہ کے مجاہدین جو میزائل داغ رہے ہیں وہ انہیں ایران اور شام نے دیئے تھے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسرائیل اس پروپیگنڈے کی آڑ میں شام اور ایران پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور اگر یہ حملہ ہو گیا تو امریکہ اسے بھرپور عسکری اور سفارتی سپورٹ دے گا۔ نیو کنزرویٹو کا ماضی اور موجودہ حالت بتاتے ہیں کہ اگر اسرائیل اور لبنان کی یہ جنگ بند ہو گئی تو بھی آنے والے چند برسوں میں یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہو گا اور امریکہ اسرائیل کو سامنے رکھ کر کبھی نہ کبھی ان دونوں ممالک پر ضرور حملہ کرے گا۔ شام اور ایران کے بعد یا شام اور ایران کے ساتھ ساتھ پاکستان اور سعودی عرب پر بھی مشکل وقت آ سکتا ہے۔ امریکہ پاکستان کے لیے بھارت کو استعمال کر سکتا ہے، پچھلے دو ماہ میں اس کے ہلکے ہلکے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ آپ اگر مئی 2006ء سے اگست 2006ء کے دوران پاک بھارت تعلقات میں آنے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیں تو آپ کو صورتِ حال واضح ہوتی نظر آئے گی۔ مئی 2006ء میں بھارت نے اچانک واویلا شروع کر دیا تھا کہ پاکستان میں اب بھی دہشت گردوں کے 59 ٹریننگ کیمپ چل رہے ہیں۔ جولائی میں ممبئی میں بم دھماکے ہوئے اور بھارت نے سیکرٹری خارجہ سطح کے مذاکرات معطل کر دیئے۔ بھارتی وزیر اعظم نے پاکستان کو ''گرم تعاقب'' کی دھمکی دی اور 17 اگست 2006ء کو امریکہ کے نائب وزیر خارجہ رچرڈ باؤچر نے نئی دہلی میں بھارتی سیکرٹری خارجہ شیام سون سے تین گھنٹے مذاکرات کیے اور ان مذاکرات کے بعد اعلان کیا: ''امریکہ بھات کے ساتھ مل کر دہشت گردی کا مقابلہ کرے گا'' باؤچر کے اس بیان سے بھی ظاہر ہوتا ہے

کہ شاید بھارت پاکستانی علاقوں میں موجود فرضی کیمپوں پر حملے کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے اور امریکہ ان حملوں میں بھارت کی مدد کرے گا‘ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اگر خدانخواستہ کبھی بھارت نے پاکستانی علاقوں پر حملے شروع کر دیئے تو شاید امریکہ پاکستان کے ساتھ وہی سلوک کرے جو اس نے 1971ء کی جنگ میں کیا تھا۔ اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ ایک طرف بھارت حملے کرے گا اور دوسری طرف امریکہ ہمیں یہ یقین دہانی کراتا رہے گا: ”یہ حملے صرف (پاکستان میں موجود) لشکر طیبہ کے خلاف ہیں‘ حکومتِ پاکستان کو ان سے پریشان نہیں ہونا چاہیے“ اور جب کبھی ہم ”پریشان“ ہونے کی کوشش کریں گے تو امریکہ ہمیں دھمکی لگا کر بٹھا دے گا‘ ہو سکتا ہے یہ میرا خدشہ ہو سو فیصد غلط ثابت ہو لیکن اس کے باوجود دل ڈرتا ہے اور حالات سے محسوس ہوتا ہے کہ شاید پاکستان کے بعد سعودی عرب ”نیو کنزرویٹو“ کا ٹارگٹ بن جائے۔ یہ لوگ کوشش کریں گے کہ حرمین شریفین اور سعودی حکومت کو الگ الگ کر دیا جائے‘ تا کہ اسلامی دنیا اس حملے کو دو ریاستوں کا باہمی جھگڑا سمجھ کر خاموش رہے‘ اور امریکہ سعودی جنگ ”صلیبی جنگ“ نہ بن جائے۔ (چودھری جاوید اقبال روزنامہ ایکسپریس لاہور)

اقوالِ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ

۱- حقیقی تقویٰ یہ ہے کہ جو کچھ تیرے دل کے اندر ہے اگر تو اس کو ایک کھلے طباق میں رکھ کر بازار کا گشت لگائے تو اس میں ایک چیز بھی ایسی نہ ہو جس کو اس طرح آشکارا کرنے پر تجھے شرم آئے۔

۲- کسی برائی کو معمولی سمجھ کر اختیار نہ کرو‘ ممکن ہے اسی سے خدا ناراض ہو جائے۔

۳- جو بروں کی صحبت اختیار کرتا ہے سلامت نہیں رہتا۔ جو بری جگہ جاتا ہے متہم ہوتا ہے اور جو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا‘ شرمندگی اٹھاتا ہے۔

(اقوال زریں کا انسائیکلو پیڈیا ۶۳-۶۱)

گیارہ کروڑ بے گناہوں کا قتل

نائن الیون کی پانچویں سالگرہ سے چند دن پہلے نیویارک کے میئر نے اس سانحے کو اکیسویں صدی کا سب سے بڑا سانحہ اور دہشت گردی کا واقعہ ٹھہرایا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس خوفناک دہشت گردی کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ ہم پانچ برس سے نائن الیون کے سانحے کے بہانے دنیا کی کمزور اور غریب قوموں پر ہونے والے ستم دیکھ رہے ہیں‘ افغانستان اور عراق پر امریکی حملہ‘ ان ملکوں کی تاراجی اور ان پر امریکا کا غاصبانہ قبضہ دیکھ رہے ہیں۔ ان دنوں نائن الیون کے سانحے کے بارے میں بہت سی کتابیں اور فلمیں سامنے آ چکی ہیں جو ایک دوسرے کے متضاد ہیں‘ اس وقت مجھے نیویارک کے میئر کی بات کے حوالے سے تاریخ کے وہ سچ یاد آ رہے ہیں جو کتابوں میں موجود ہیں لیکن امریکی حکومتیں جن پر مختلف خوش نما پردے ڈالتی رہی ہے۔

اس وقت مجھے ریڈ انڈین قبائل کی وہ ”نسلی صفائی“ یاد آ رہی ہے جو امریکہ کی سرزمین پر قدم رکھنے والوں نے فوراً ہی شروع کر دی تھی‘ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ریڈ انڈین نسل معدوم ہونے کے خطرات سے دوچار ہے اور سفید فام امریکی‘ شمالی امریکہ کے بلا شرکت غیرے مالک ہیں۔

یوں تو امریکی ریاست نے غیر ممالک کی سرزمین پر غیر علانیہ حملے‘ قبضے اور لوٹ مار کا سلسلہ اٹھارویں صدی سے شروع کر دیا تھا لیکن ہم اپنی بات انیسویں صدی سے آغاز کرتے ہیں جو امریکی ریاستی دہشت گردی کے عروج کا آغاز تھا۔

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ 1801ء میں امریکی میرین سیاسی سلطنت عثمانیہ کے زیر اثر ریاستوں مراکش، الجزائر، تیونس اور طرابلس کی سرزمین پر اترتے ہیں اور اس بربری جنگ کا آغاز ہوتا ہے، 1805ء تک جاری رہی۔ ہم آج بھی دیکھتے ہیں کہ 1806ء کے بعد کئی دہائیوں تک امریکی فوجیں فرانس، اسپین اور بیلجیم کی نوآبادیوں پر حملے کرتی ہیں، بستیوں کو تباہ کرتی ہیں اور نہتے شہریوں کا قتل عام کرتی ہیں، تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ انیسویں صدی کے دوران ''امریکی مفادات کے تحفظ کی خاطر'' امریکی بحری جہازوں کے ذریعے افریقہ، کیوبا، یونان، ساٹرا، چین، ارجنٹائن، جزائر فجی، پیراگوئے، میکسیکو، کوریا، جزائر ہوائی، مصر، ترکی، نیاما، برازیل، اسپین اور ہیٹی میں امریکی فوجیں اتاری جاتی ہیں۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ''ہم اپنی طاقت کا مظاہرہ اس لیے کر رہے ہیں کہ ہمیں کمزور نہ سمجھا جائے'' اور کبھی یہ فوج کشی ''امریکی شہریوں اور امریکی قونصل خانے کی جان و مال کی حفاظت'' کے نام پر کی جاتی ہے۔

1900ء سے امریکی ریاستی دہشت گردی کھل کر سامنے آتی ہے اور جزائر فلپائن پر اس وقت دھاوا بولا جاتا ہے جب فلپینی اسپین سے آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے اور اسی برس چین کے دارالحکومت پیکنگ (بیجنگ) میں امریکی سپاہی دندناتے پھرتے ہیں۔ 1900ء سے دنیا کے متعدد آزاد اور خود مختار ملکوں کے خلاف چھوٹے یا بڑے پیمانے پر لشکر کشی امریکیوں کا وطیرہ بن جاتی ہے، یہاں ان ملکوں کے ناموں کی فہرست دی جائے تو وہ کئی سطروں میں آئے گی۔ مجھے نہیں معلوم کہ امریکہ کے ان اقدامات کو ریاستی دہشت گردی کے سوا اور کس نام سے پکارا جائے۔ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ نیویارک کے میئر اور ان جیسے خیالات رکھنے والے امریکی حکام کو یہ تمام واقعات اسکول پڑھائے گئے ہیں یا نہیں، یا پھر نائن الیون کو دہشت گردی کو خوفناک ترین واقعہ قرار دینے والے، یاد فراموشی کے مرض میں گرفتار ہیں؟

6 اور 9 اگست 1945ء کو جاپان کے دو شہروں کو جس طرح ایٹم بموں کے ذریعے

چشم زدن میں ملیامیٹ کر دیا گیا، اس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ دو لاکھ سے زیادہ شہری آن کی آن میں خاکستر ہو گئے، امریکی تاریخ کی یہ وہ دو شرمناک تاریخیں ہیں جن کے بعد امریکیوں کو Ugly American (بدصورت امریکی) کہا جانے لگا۔

اسی طرح 1991ء سے آج تک امریکی ریاست دہشت گردی سے عراقیوں کو تباہ نہیں مل سکی ہے، امریکی بری، بحری اور فضائی فوجوں نے دو لاکھ سے زیادہ بے گناہ عراقی بچوں، عورتوں اور مردوں کا بہیمانہ قتل عام کیا ہے۔ خلیج کی جنگ کے دوران ہتھیار ڈالنے والے عراقی سپاہیوں کو بھی چن چن کر نشانہ بنایا گیا اور اس وقت بھی عراق پر امریکہ کا ناجائز قبضہ ہے اور نہتے شہریوں کی ہلاکتوں کا سلسلہ جاری ہے۔

نائن الیون کا بہانہ بنا کر امریکہ جس طرح افغانستان پر چڑھ دوڑا اور اسے ''دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ'' قرار دیا، ایک لاکھ سے زیادہ بے گناہ افغان مرد، عورتیں اور بچے مارے گئے، لاکھوں بے گھر ہوئے اور پورے ملک کو تہس نہس کر دیا گیا اور آج بھی امریکی فوج افغان سرزمین پر قابض ہیں۔

(زاہدہ حنا، روزنامہ ایکسپریس، 13 ستمبر 2006ء)

لبنان جنگ

معصوم بچے بموں، راکٹوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ روزانہ بمباری، لاشیں، چیخ وپکار اور اپنے والدین کی بے بسی جیسے مناظر دیکھنے پڑتے ہیں۔

غیر مسلم ابتدائے اسلام سے ہی مسلمانوں کے خلاف دہشت گردیوں کا بازار گرم کر رہے ہیں اور اس میں چھوٹے، بڑے، بوڑھے اور بچوں کو بھی نشانہ بناتے چلے آ رہے ہیں۔ اور اب بھی وہ اسی طرح مسلمانوں پر ظلم وستم کر رہے ہیں، جیسا کہ 20 اگست 2006ء/ 9 رجب میں لاہور ایکسپریس نیوز کے مطابق:

لبنان جنگ میں سب سے زیادہ بچے متاثر ہوئے ہیں، جن کا اس جنگ سے کچھ بھی لینا دینا نہیں ہے، نہ ان کی کوئی آواز ہے نہ کوئی موقف، پھر بھی وہ فریقین کے بموں اور راکٹوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ان بچوں کی تعداد کوئی دس بیس نہیں بلکہ ہزاروں میں ہے۔ ''بین الاقوامی تنظیم'' سیبو دی میلڈرن کا کہنا ہے کہ اب تک لڑائی میں ہلاک ہونے والوں کی مجموعی تعداد کا تقریباً نصف بچے ہیں۔ یہی تناسب زخمی افراد کی تعداد میں بھی نظر آتا ہے۔ بچوں سے متعلق اقوام متحدہ کے ادارے یونیسف کے مطابق جنوبی لبنان میں بے گھر ہونے والے افراد کی مجموعی تعداد کا پینتالیس فیصد اٹھارہ سال سے کم عمر بچوں اور نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ اس لڑائی میں بچوں نے سب سے زیادہ نقصان لبنان کے قصبے قانا میں اٹھایا جہاں اسرائیلی حملے میں ہلاک ہونے والے افراد میں آدھے بچے تھے، جو بچے محفوظ رہتے انہیں روزانہ کی بمباری، لاشیں، چیخ وپکار اور اپنے والدین کی بے بسی جیسے

مناظر دیکھنے پڑتے ہیں۔ اس مسلسل کرب سے انہیں کئی کئی ہفتوں بلکہ مہینوں گزرنا پڑتا ہے، اس کا ان کے ننھے ذہنوں پر کافی برا اثر پڑتا ہے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد بھی ان بچوں کی مشکل کسی حد تک ہی ختم ہو پاتی ہے۔ ان بچوں کے مکان مسمار، سکول تباہ اور کھیلنے کے میدان ناپید ہو جاتے ہیں۔ لبنان کے متاثر بچوں کا مستقبل بھی یہی دکھائی دیتا ہے، جب جنگیں نہیں روکی جا سکتیں تو اس دوران بچوں کو پہنچنے والا نقصان بھی نہیں روکا جا سکتا، تاہم اسے کوشش کر کے کم ضرور کیا جا سکتا ہے۔

(ایکسپریس نیوز لاہور)

۱- قرآن کی حسن وخوبی کے جو منکر ہیں وہ عقل ودانش سے معذور ہیں۔
(نیر الیٹ/ برطانوی ہفتہ وار رسالہ)

۲- جب کوئی قرآن کا یکسوئی سے مطالعہ کرے تو دین ودنیا کی فلاح کے تمام اسباب پائے گا۔ (داؤد آفندی/ مسیحی عالم)

۳- قرآن میں عقائد واخلاق کا مکمل ضابطہ وقانون موجود ہے۔ (مسٹر لڈف کوہل)

۴- اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی کتاب جس کی تلاوت سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف ہی ہے۔ (بابا نانک)

۵- مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ برابر تامل نہیں۔ (گاندھی)

۶- جوں جوں قرآن پر غور کرتا ہوں، میرے دل میں اس کی قدر ومنزلت بڑھتی جاتی ہے۔ (پروفیسر ایڈورڈ جی براؤن)

کاش ایسا ہو جائے

ڈاکٹر زاہد شیخ

طویل عرصے سے دنیا بھر کے مسلمانوں پر زندگی تنگ ہے' افغانستان اور عراق کے حرماں نصیب مسلمان امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے ہاتھوں اجڑتے ہیں' ان کے گھر اور شہر ملبے کا ڈھیر بنتے ہیں' لیکن ان کی مدد کو کوئی نہیں آتا۔ یہاں تک کہ عالمی ضمیر کسی افیون زدہ شخص کی طرح سویا رہتا ہے' اور اب سفید دودھ یعنی لبنان پر اسرائیلی جارحیت جاری ہے' وہاں اسلحہ و بارود کی بارش برس رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں بے گناہ خواتین' بوڑھے اور بچے لقمۂ اجل بن رہے ہیں۔ ان کی رہائش گاہیں اور عمارتیں کھنڈر بن رہی ہیں۔ لیکن دنیا یہ سب یوں دیکھ رہی ہے جیسے بچے ریچھ و بندر کا تماشہ دیکھتے ہیں۔ پہلی عالمگیر جنگ کے بعد دنیا کے نقشے پہ اُبھرنے والا بحیرۂ روم کے ساحل پر واقع لبنان اپنے دارالخلافہ بیروت کی بلند و بالا عمارات' فلک بوس کوہساروں' دلفریب گلزاروں اور خوب صورت موسموں کے باعث دنیا بھر میں اپنی خاص شناخت رکھتا ہے۔ لبنانی سیب دنیا کا بہترین سیب ہے کہ اس کی کاشیں منہ میں ڈالتے ہی گھل جاتی ہیں۔

1943ء میں لبنانی آئین مرتب ہوا' جس کی رو سے وہاں صدر عیسائی اور وزیراعظم سنی مسلمان ہوتے ہیں جبکہ سپیکر پارلیمنٹ شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہے' وہاں کثیر تعداد میں عیسائی آباد ہیں۔ بلکہ آخری مردم شماری کے مطابق اکیاون فیصد آبادی عیسائیوں پر مشتمل ہے' شیعہ اور سنیوں کی تعداد تقریباً برابر ہے۔ البتہ چند علاقوں میں شیعہ فرقہ کی اکثریت آباد ہیں۔ لبنان خصوصاً بیروت کی تاریخ کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً ہر دور میں بیرونی حملہ آور اور اندرونی سازشی عناصر اس کے گلزاروں پر آگ

برساتے اور معصوم شہریوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بناتے رہے ہیں۔ عیسائیوں کی تنظیم کرسچن آرمی وہاں کے مسلمانوں جن میں ایک کثیر تعداد فلسطینی مہاجرین کی بھی ہے' پر جو ظلم و ستم ڈھاتی رہی ہے اس سے کون واقف نہیں ہے؟ شام کی فوج نے البتہ مسلمانوں کی مدد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی' جس سے بہت حد تک عیسائی مظالم روکنے میں مدد ملی۔ (ملتقطاً' روزنامہ ایکسپریس لاہور)

حدیثِ قدسی

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اے ابنِ آدم! تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتا ہے پھر بھی خوش ہوتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو حساب و کتاب پر یقین رکھتا ہے پھر بھی جمع مال کرنے میں مصروف ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جسے آخرت پر یقین ہے پھر بھی پُرسکون ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو قبر پر یقین رکھنے کے باوجود ہنستا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو گفتگو تو عالموں جیسی کرتا ہے لیکن اس کا دل جاہلوں جیسا ہے۔

☆ تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ اللہ عزوجل میرے ہر عمل سے باخبر ہے پھر بھی اس کی نافرمانی کرتا ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو لوگوں کے عیوب تلاش کرنے میں تو مصروف رہتا ہے لیکن اپنے عیوب سے غافل ہے۔

☆ تعجب ہے اس پر جو جانتا ہے کہ اسے اکیلے مرنا' اکیلے قبر میں داخل ہونا اور اکیلے ہی حساب دینا ہے پھر بھی لوگوں سے انسیت رکھتا ہے۔ (اصلاح اعمال ص ۷۶)

غیر مسلم کی طرف سے قرآن کریم پر کی جانے والی بے حرمتیاں

اس سے بڑھ کر ہمارے لیے اور کون سی ذلت والی بات ہے ہماری آنکھوں کے سامنے کلام اللہ کو جلایا جارہا ہے اور اس فعلِ قبیح میں تمام غیر مسلم صلیبی یکجا ومتحد نظر آتے ہیں:

گراؤنڈ زیرو کی جگہ کی جانے والی بے حرمتی

اس خبر کو امریکی اخبار ''نیویارک ڈیلی'' نے نشر کرتے ہوئے کہا ہے کہ نائن الیون کی گراؤنڈ زیرو مسجد کے قریب ہی ایک نامعلوم شخص جس نے نیلی جینز اور نیلی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی، اور سر پر کیپ لی ہوئی تھی نمودار ہوا اور چیخ چیخ کر لوگوں کو بتایا کہ وہ ایک قرآنی نسخہ لے کر آیا اور اسے جلانے جارہا ہے۔ اس علان پر قریبی میڈیا اور عام امریکی باشندے بھی جمع ہوگئے اور اس قبیح فعل کو خاموشی سے دیکھتے رہے اور امریکی پولیس نے کوئی نوٹس نہیں لیا اور اس خبیث نے نہ صرف قرآن کی بے حرمتی کی بلکہ کچھ اوراق لے کر انہیں لائٹر کی مدد سے نذرِ آتش کردیا۔

یاد رہے کہ اس واقعہ پر موجود پولیس اور دیگر امریکی باشندوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا اور نہ ہی اس لعین کو روکنے کی کوشش کی تھی، بلکہ چپ چاپ خاموش کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے جس سے امریکہ کی اسلام کے خلاف عداوت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں اور اسلام وقرآن سے کتنی نفرت وعدات کرتے ہیں۔

''نیویارک ڈیلی'' کی رپورٹ کے مطابق اس لعین نے قرآنی اوراق پھاڑتے ہوئے مجمع عام کے سامنے یہ موقف ظاہر کیا کہ امریکیوں کو اپنے اس طرح کے موقف کو ظاہر کرتے ہوئے ڈرنا نہیں چاہیے۔ اور مزید کہنا تھا کہ اگر مسلمان ہمارا پرچم جلائیں گے تو ہم ان کا قرآن (نعوذ باللہ) جلائیں گے۔

آسٹریلیا میں کی جانے والی بے حرمتی

''کوینس لینڈ انجینئرنگ یونیورسٹی'' سے تعلق رکھنے والے ایک وکیل لعین نے اپنے فعل قبیح سے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچائی ہے اور لاکھوں مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا ہے۔ چنانچہ آسٹریلوی اخبار ''سڈنی مارننگ ہیرالڈ'' کا کہنا ہے کہ آسٹریلوی چکیل ایلکس اسٹوارٹ نے یوٹیوب پر اپنی ایک اشتعال انگیز ویڈیو اپ لوڈ کی ہے اور اس ویڈیو میں اس نے قرآن پاک اور بائبل سے ایک ایک صفحہ پھاڑا اور اس کے اندر حشیش بھر کر اس کا رول بنا کر اس کو سگریٹ کی شکل دی اور اس کو سلگا کر اس سے کش لیا اور ویڈیو دیکھنے والے افراد سے سوال کیا کہ وہ بتائیں کہ کون سے سگار سے نکلنے والا دھواں خوبصورت ہے؟ اور یہ کیا پیغام دے رہا ہے؟

(دجال کے سپاہیوں نے قرآن کیوں جلایا' ص53)

اے مسلمانو! بیدار ہوجاؤ کہ یہ تمہارے لیے ایک نہایت ذلت ورسوائی کی بات ہے کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہاری جان، یعنی قرآن کو نذرِ آتش کیا جارہا ہے اور اس کے مقدس اوراق کے سگریٹ بنا بنا کر کش لگائے جارہے ہیں۔ اے قرآن سے محبت کرنے والو! اپنے آپ کو نیندِ غفلت سے جگاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بے حرمتی کی بڑھتی ہوئی آگ تمہارے گھروں اور دیگر مقدس جگہوں تک آپہنچے اور ان کو خاکستر کردے۔ اس سے پہلے کہ غیر مسلم مزید اپنی شیطانیت کو ظاہر کریں، تم یکجا ومتحد ہوکر ان کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ کہ کوئی طاغوتی وشیطانی طاقت تمہاری اس دیوارِ محبت کو کھوکھلا نہ کرسکے۔

اس دجالی نے قرآن کو کیوں جلایا؟

چونکہ قرآن کریم اللہ عزوجل کی طرف سے نازل کردہ سچی کتاب ہے اور اس میں ہمارے لیے بہت سے اوامر ونواہی کو بیان کیا گیا اور احکامات میں سے جن سے ہمیں منع کیا گیا ہے' ایک ہم جنس پرستی بھی ہے کہ مردوں کا مردوں کے ساتھ جنسی خواہش کو پورا کرنا' چونکہ اس میں ہمارے لیے بیماریاں ہیں اور اس فعل قبیح کی وجہ سے ربِ کریم عزوجل نے ایک پوری قوم' قومِ لوط کو عذاب میں مبتلا کیا کہ وہ بھی اس فعل بد میں مبتلا تھے اور اس فعل سے منع فرماتے ہوئے حضرت لوط علیہ السلام نے یوں وعظ فرمایا کہ:

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○

(پ8' الاعراف:80-81)

ترجمہ کنزالایمان: ''اپنی قوم سے کہا: کیا وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کی' تم تو مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے''۔

حضرت لوط علیہ السلام کی اس وعظ ونصیحت سے بجائے اس کے کہ وہ اس فعل بد سے باز آجاتے' مزید بے حیائی اور بے باکی کے ساتھ کہنے لگے' اس کو قرآنِ کریم نے اس طرح بیان فرمایا کہ:

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ○ (پ8' الاعراف:82)

ترجمہ کنزالایمان: ''اور اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ ان کو اپنی بستی سے نکال دو' یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں''۔

اس فعل سے قرآن ہمیں منع کرتا ہے جو کہ غیر مسلم' یہود ونصاریٰ کا پسندیدہ فعل ہے اور وہ اس چیز کو گوارا نہیں کرتے کہ ان کو اس فعل کی وجہ سے برا کہا جائے اور وہ چاہتے

ہیں کہ ہماری طرح مسلمان بھی اس فعل میں ملوث ہو جائیں اور ہمیں برا کہنے والا کوئی نہ ہو۔ اسی لیے وہ قرآن اور اسلام کے خلاف ہیں کہ ان کے نزدیک یہ کام ناجائز وحرام ہے۔ لہٰذا جب اس دجالی نے گراؤنڈ زیرو مسجد کے سامنے قرآن جلایا تو اس کی تفتیش کرتے ہوئے میڈیا نے پوچھا کہ تو نے قرآن کو کیوں جلایا؟ تو اس نے تفتیش کاروں کو بتایا کہ وہ دو بچوں کا باپ ہے اور ہم جنس پرستی کا عادی ہے اور اس کو اسلام وقرآن سے اس لیے چڑ ہے کہ وہ ہم جنس پرستی کے خلاف ہے۔ (امریکی اخبار نیویارک ڈیلی)

قارئین کرام! اس لعین اور قومِ لوط کا فعل ایک ہی تھا (ہم جنس پرستی)' فرق یہ ہے کہ انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے منع کرنے پر یہ کہا تھا کہ اس کو اپنی بستی سے ہی نکال دو کہ یہ پاکیزگی چاہتے ہیں اور اس دجالی نے یہ کہا کہ اس قرآن ہی کو (نعوذ باللہ) جلا ڈالو' جس میں اس کام سے منع کیا گیا ہے' یہ سب غیر مسلم ان احکامات کے خلاف ہیں جن کو قرآن نے بیان فرمایا اور محض اپنی ہٹ دھرمی کی بناء پر وہ ایسے قبیح افعال کرتے ہیں۔

ملعون پادری شدید احتجاج پر بھی قرآنی نسخے جلانے سے باز نہ آیا

یاد رہے کہ جب قرآن کریم کو (نعوذ باللہ) جلانے کا ملعون پادری نے اعلان کیا تو پوری دنیائے اسلام احتجاج پر اتر آئی اور انہوں نے اس ملعون کو اس ناپاک حرکت سے باز رہنے کے لیے کہا' لیکن اس کے باوجود وہ خبیث اپنی حرکت سے باز نہ آیا' جیسا کہ

اسلام آباد' واشنگٹن (اے ایف پی' این این آئی) امریکی ریاست فلوریڈا کی انتظامیہ نے نائن الیون کے حملوں کی برسی کے موقع پر ایک چھوٹے چرچ کی جانب سے قرآن پاک کے نسخے جلانے کے مجوزہ ناپاک منصوبے پر پابندی عائد کر دی ہے جبکہ دنیا بھر میں مسلمانوں نے اس توہین آمیز جسارت کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے نے ایک بیان میں کہا کہ قرآنی نسخے جلانے کے حوالے سے ڈاو ورلڈ آؤٹ ریچ سینٹر کے ناپاک منصوبے پر پابندی' فائر آرڈیننس کے تحت لگائی

گئی ہے اور اگر اس پابندی کے باوجود یہ سینٹر اس اقدام سے باز نہ آیا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ فائر آرڈیننس کے تحت عام مقامات پر آگ جلانے کی اجازت نہیں، جس سے ماحول میں آلودگی کا خطرہ ہو، جبکہ فلوریڈا کے ملعون پادری ٹیری جونز نے بھی کہا ہے کہ وائٹ ہاؤس اگر کہے تو وہ اپنی شرانگیزی سے باز آ سکتا ہے۔ ایک ٹی وی پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے اس نے کہا کہ ابھی تک وائٹ ہاؤس نے اس سے رابطہ نہیں کیا۔

دوسری جانب امریکی صدر اوباما نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ اقدام القاعدہ کے لیے بھرتی میں آسانی کا باعث بن سکتا ہے اور ایسے افراد کی بھرتی میں اضافہ ہوگا جو خود کو امریکی اور یورپی شہروں میں اُڑانے کے خواہاں ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان اور افغانستان جیسے مقامات پر سنگین نوعیت کا تشدد پھیل سکتا ہے، اس نے کہا کہ قرآنی نسخے جلانے کا اقدام تباہ کن اور خطرناک ثابت ہوگا، امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے امید ظاہر کی کہ ٹیری جونز اپنے منصوبے پر دوبارہ غور کرے گا لیکن اگر وہ اپنے منصوبے پر عمل کرتا ہے تو یہ اقدام امریکیوں کی غالب اکثریت کے نظریات کا عکاس نہیں ہوگا۔ ویٹی کن کی مذہبی کونسل نے قرآن نذرِ آتش کرنے کے لیے چلائی جانے والی مہم کو اشتعال انگیز اور سنگین قرار دیا اور کہا کہ 11 ستمبر کی دہشت گردی کا جواب نفرت انگیز سرگرمیوں سے نہیں دیا جا سکتا، ہفتہ وار بریفنگ میں ترجمان دفتر خارجہ عبدالباسط نے اس ناپاک منصوبے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ قرآنی نسخے نذرِ آتش کرنے کا منصوبہ شیطانی ہے، اس پر چپ نہیں بیٹھیں گے اور شدید ردِعمل سامنے آئے گا۔ اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون نے سخت فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ اقدام اقوامِ متحدہ اور عالمی سطح پر تحمل اور تہذیبوں کے ہم آہنگی کے فروغ کی کوششوں کے لیے سخت نقصان دِہ ہوگا۔ بھارتی وزیر داخلہ پی چدم برم نے کہا کہ میڈیا امن و ہم آہنگی برقرار رکھنے کے لیے قرآن پاک کے نسخے جلائے جانے کے

منصوبے سے گریز کرے، ہم امریکی چرچ کے اس منصوبے کی شدید مذمت کرتے ہیں۔

برطانیہ کے وزیراعظم کیمرون نے کہا کہ برطانیہ ایسے کسی بھی شرانگیزی کی مخالفت کرتا ہے۔ ان کے پیشرو ٹونی بلیئر نے کہا کہ قرآن مقدس کو جلانے کی بجائے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ عراقی وزیراعظم نوری المالکی نے کہا کہ اس جسارت سے انتہا پسندوں کو حملے کرنے کا موقع ملے گا۔ اور آن لائن کے مطابق پاکستان سمیت دنیا بھر میں احتجاج کیا گیا تھا اور احتجاجی جلسوں میں ہزاروں افراد نے امریکہ، ناروے، ڈنمارک اور سویڈن کے خلاف شدید نعرے بازی کی۔

محترم قارئین!

دیکھنا یہ ہے آیا کہ امریکی حکومت نے اس پادری کو اس ناپاک حرکت سے باز رہنے کی کتنی کوشش کی یا پھر صرف میڈیا کو دکھانے کے لیے صرف بیانات پر اکتفاء کیا، اور اس پادری کی رپورٹ کے مطابق وائٹ ہاؤس نے اس سے رابطہ نہیں کیا اور اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ اگر کرتے تو اس حکومت میں رہتے ہوئے وہ اپنی ناپاک حرکت سے باز نہ آ جاتا؟ اگر نہیں کیا تو پتہ چلتا ہے کہ امریکی اور دیگر دشمن اسلام نے صرف دنیا کو دکھانے کے لیے اس منصوبے کی مذمت کی اور دراصل اس کے پس پشت وہ تمام آثار تھے جنہوں نے صرف مذمت پر اکتفاء کیا اور کوئی ردِعمل نہیں کیا۔ جس پر اس ملعون نے (نعوذ باللہ) قرآن کریم کو نذرِ آتش کر دیا۔

اب اُمتِ مسلمہ کو دیکھنا ہے کہ وہ ان دشمنانِ اسلام سے کیا رویہ رکھتے ہیں؟ اور یہ دن دیکھنے کے بعد میں بھی ان کے ساتھ دوستیوں کو قائم رکھتے ہیں؟ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ جس میں برائی کو روکنے کے درجات کو بیان کیا گیا ہے، ان میں کس درجے پر عمل کرتے ہوئے اپنے مؤمن ہونے کا ثبوت دیتے ہیں، انہیں ہاتھ سے روکتے ہیں؟ زبان سے روکتے ہیں؟ یا پھر صرف دل میں برا جانتے ہیں؟ یا اس کے برعکس ان کے ساتھ دوستیوں کو قائم رکھتے ہیں۔ ان کے طور طریقوں پر چلتے ہیں؟ یہاں

پر اُمت کے نوجوانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہوئے ان کے طور طریقوں کو اپناتے ہیں یا پھر ان دشمنانِ
اسلام کے ایکٹروں کے طور طریقوں کو اپناتے ہوئے فیشن پرستی اور دیگر کام سرانجام
دیتے ہیں۔

اے اُمتِ مسلمہ!

اے ملت کے جوانو! تمہارے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے کہ تم اسلام کی سرحدوں
کی حفاظت کر سکتے ہو اور اسلام و قرآن کی طرف اُٹھنے والی میلی آنکھ کو نکال سکتے ہو۔
اپنے آقا و مولیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا تحفظ کر سکتے ہو' اور اپنے اسلاف کی
طرح ان کو ہر مقام پر شکست دینے کا جذبہ رکھتے ہو' یہ حقیقت ہے کہ جب مسلمان اپنے
ایمانی جذبے کے ساتھ میدان میں اترتا ہے تو وہ کبھی ناکام نہیں لوٹتا' کبھی ان کو شکست
نہیں ہوتی' اور وہ میدانِ جنگ میں کفار پر غالب ہو کر لوٹتے ہیں' اور وہ دن آئے گا کہ
جس دن اُمتِ مسلمہ کے جوان ایک صف میں کھڑے ہو کر دشمنانِ اسلام کو للکاریں گے
اور مقابلہ کرنے والا کوئی نہ ہو گا کسی کی جرأت نہ ہو گی کہ وہ ایک مؤمن کامل کی آنکھوں
میں آنکھیں ڈال سکے۔

لیکن بات صرف یہ ہے کہ

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
افسوس کہ ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

ہمارے اسلاف ہر مقام پر اور ہر محاذ پر کامیاب لوٹے اور ہم ہیں کہ قرآنی احکام پر
عمل پیرا نہ ہونے کی وجہ سے مغلوب نظر آتے ہیں' اور تلاوتِ قرآن کو چھوڑ کر دیگر
مضامین کے مطالعے کو اپنا لیا۔ اسی وجہ سے ہمیں یہ دن دیکھنے پڑ رہے ہیں۔

جعلی قرآن ''فرقان الحق'' کی تشہیر زوروں پر

اکیسویں صدی میں امریکی جعلی قرآن ''فرقان الحق'' کی تشہیر زوروں پر ہے۔ اور

یہ یاد رہے کہ اس جعلی قرآن کو انہوں نے ہمارے قرآن کریم کی تردید کے لیے شائع کیا
ہے' اور اس کو اپنے ملک اور دیگر غیر مسلم ممالک کے لوگوں کے لیے پڑھنا لازم قرار دیا
ہے۔ اور اس کو مسلم ممالک میں فری تقسیم کیا جا رہا ہے' سکول و کالج اور دیگر یورپین
یونیورسٹیز میں طلباء کے ذہن واش کرنے کے لیے اس کے لیکچر دیئے جا رہے ہیں۔ تا کہ
ان کے دلوں سے قرآن کی محبت نکل جائے' اور وہ ہمارے غلام بن کر رہ جائیں۔ انہوں
نے اس امریکی قرآن ''فرقان الحق'' کو عربی میں تصنیف کر کے انگلش میں ترجمہ بھی کر
دیا ہے' اور اس کو لکھنے والا لعین ڈاکٹر انیس سورس نامی شخص ہے' اور اس نے اس جعلی قرآن
میں باقاعدہ سورتوں کو ترتیب دیا ہے اور ان میں سے چند ایک کے نام کچھ یوں رکھے
ہیں:

سورۃ الوصایا' سورۃ المسلمون' سورۃ التجسد اور سورۃ الایمان۔

اور اس شخص نے یہاں تک بکواس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر
الزام عائد کرتا ہے کہ وہ اپنی اُمت کے افراد کو ہلاک کر رہے ہیں اور انہیں وہ کافر بنا رہے
ہیں۔

اس کے علاوہ قرآن کریم کی آیات کی تردید کی چند جھلکیاں اس طرح سے ہیں:
کہ اس نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی تردید کے لیے ''فرقان الحق'' کے شروع میں اس
طرح کا ترجمہ کیا ہے کہ شروع کرتا ہوں باپ اور مقدس روح کے نام سے اور وہ ایک خدا
ہے جس کے علاوہ کوئی شریک نہیں۔ اور قرآن کریم کی طرح اس نے ''فرقان الحق'' کی
پہلی سورۃ کا نام بھی سورۂ فاتحہ رکھا ہے۔

پھر سورۂ اسلام میں اللہ عزوجل پر بہتان باندھتے ہوئے اس طرح لکھا ہے کہ:

(1) اے لوگو! تم سب پہلے مردہ تھے اور ہم نے تمہیں دوبارہ کلمہ حق انجیل کے ساتھ پیدا
کیا اور فرقان الحق کے نور سے دوبارہ زندہ کر رہے ہیں۔ اس طرح ایک جھوٹی
سورۂ توحید میں کہا گیا ہے۔

(2) نہیں کوئی حق نہیں کہ ہمارے مؤمنین بندوں کے ساتھ ان کے ایمان کے بارے میں تکرار کرو اور تم اپنے کفر کے ساتھ انہیں کافر قرار دو' چاہے ہمارا ظہور (خدا) ایک ہو یا تین یا ننانوے' تمہیں اس چیز کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہیے' جس کا تمہیں علم نہیں اور میں جانتا ہوں کہ کون تم میں سے سیدھے راستے سے ہٹ گیا۔

اور اسی طرح جس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول اور سولی دیئے جانے کی نفی ہے' اس کی تردید میں اس نے یوں لکھا ہے کہ

(3) عیسیٰ ابن مریم اپنے انسانی جسم کے ساتھ سولی پر چڑھ گئے تھے اور وہ یقینی طور پر قتل کر دیئے گئے۔

اور اللہ عزوجل کے اسماءِ حسنیٰ کی تردید میں کہا ہے کہ:

(4) ننانوے نام خدا کے نہیں ہیں بلکہ انسانوں اور جنوں کے نام جنہیں استعمال کر کے مسلمان اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں۔

اور جہاد والی آیت کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

(5) تم نے یہ گمان کر لیا کہ ہم نے تمہیں کہا تھا کہ اللہ کے رستہ میں لڑو اور مؤمنین کو قتال پر اُبھارو' ہم نے مؤمنین کو قتال پر اُبھارنے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ حکم شیطان مردود نے مجرم قوموں کو دیا ہے۔

اور زنا کی حرمت والی آیت کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

(6) گندگی اور پاکیزگی میں کوئی فرق نہیں ہے' نہ ہی زنا اور نکاح میں کوئی فرق ہے۔

(دجال کے سپاہیوں نے قرآن کیوں جلایا؟ ص 129-128)

اس طرح کے دیگر غلط نظریات بھی انہوں نے اس امریکی قرآن میں شائع کیے ہیں اور اس کی جعلی قرآن ''فرقان الحق'' کی تشہیر کے لیے وہ بھرپور کوششیں کر رہے ہیں تا کہ مسلمان پڑھ کر اسلامی عقائد کو چھوڑ دیں اور شیطانی عقائد کو اپنا لیں۔

اس جعلی قرآن کو انہوں نے مختلف بڑی بڑی لائبریریوں کو فروخت بھی کر دیا ہے اور ہر عیسائی اور پادری پر پڑھنا واجب قرار دیا ہے...... فلسطین اور کویت کے علاوہ دیگر ممالک میں اس کی تشہیر کے لیے بھرپور کوششیں جاری ہیں' اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے وہ کتنی کوششیں کر رہے ہیں۔ اس واقعہ سے اندازہ لگائیے جو کہ اسلامی میگزین ''صورت العربیہ'' کے چیف ایڈیٹر ولید کے ساتھ پیش آیا اور اپنے ساتھ امریکہ میں ہونے والے اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

مجھے ایک امریکی کا فون آیا' جس کا لہجہ ٹیکساس کے رہنے والوں کی طرح تھا' اس نے مجھ سے کہا کہ میں ''ایل یا ہو'' پادری بول رہا ہوں' میں تم سے جلد ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ اے پادری! تو پادری کیسے ہے؟ جبکہ تیرا نام یا ہو ہے؟ اگر تو مجھے کہتا کہ میرا نام جارج یا ڈیفیڈ یا سام ہے تو میں تجھے پادری سمجھ لیتا (یاد رہے کہ ایل یا ہو یہودی نام ہے) یہ سن کر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ میرے پاس تمہارے لیے بہت قیمتی تحفہ ہے۔ میں تمہیں تمہارے اخبار کے دفتر میں ملنا چاہتا ہوں' میں نے اس سے کہا کہ میرے دفتر آ جاؤ' میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ فون سننے کے فوراً بعد میں اپنے اخبار کے ایڈیٹنگ روم میں گیا اور تمام سٹاف کو اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بیان کیا اور ان سے کہا کہ اگر کوئی برا واقعہ پیش آ جائے تو سب نے مجھے بچانا ہے اور میری حفاظت کرنی ہے' کچھ ہی منٹ گزرے تھے کہ وہ شخص ہاتھ میں ایک بریف کیس پکڑے ہوئے آ گیا اور ٹوٹے ہوئے الفاظ میں مجھے سلام علیکم کہا' میں نے اس کو جواب دیتے ہوئے وعلیکم السلام کہا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لینا چاہتا' پھر اس نے اپنا بریف کیس کھولا اور چاندی کے لفافہ میں لپٹی ہوئی ایک چیز اس نے مجھے پکڑائی اور کہا: یہ میری طرف سے تحفہ ہے۔ میں نے مذاق کرتے ہوئے اس سے کہا: کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ اس لفافہ میں بم نہیں ہے؟ میں تم لوگوں کی عادتوں کو اچھے طریقہ سے جانتا ہوں' یہ سن کر وہ ہنس پڑا اور کہا کہ یہ ایک نئی زندگی ہے۔ جو میں تمہیں پیش کر رہا ہوں' اس کے بعد اس

نے چاندی کے لفافے کو پھاڑ ڈالا اور اس میں موجود ایک کتاب نکال کر مجھے دی' میں نے کتاب کا صرف ٹائٹل دیکھا جس پر فرقان الحق لکھا تھا۔ اس کے بعد وہ آدھ گھنٹہ تک مجھے اقتصادیات' سیاست' تجارت اور میری نئی زندگی کے بارے میں بتاتا رہا جو میں نے گزاری تھی۔ اس دوران میں صرف ہاں ہاں کہتا رہا' اس کی باتیں سن کر مجھے بوریت ہو رہی تھی' جس کی وجہ سے مری زبان سے بے ساختہ جملے نکل گئے' اس نے مجھ سے کہا کہ کیا کہنا چاہتے ہو تم؟ میں نے مسکراتے ہوئے دوبارہ جملہ دہرایا' اس نے جواب دیتے ہوئے کہا: کم از کم ایک؟ میں نے کہا: ایک نہیں دو۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے' میں نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے اس سے پوچھا کہ ایک اور دو سے تمہاری کیا مراد ہے؟ اس نے مجھے جواب دیا کہ ایک ملین یا دو ملین ڈالر۔ میں نے کہا کہ تمہاری شرط کیا ہے؟ اس نے مجھ سے کہا کہ اس کتاب فرقان الحق کو قسط وار اپنے اخبار میں شائع کرو۔ میں نے اس سے کہا کہ ہمارا چھوٹا اخبار ہے' تم کسی مشہور اخبار والے کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے' جن کا اخبار پوری دنیا میں تقسیم ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہم صرف امریکہ میں موجود اسلامی کمیونٹی اور سوسائٹی کو یہ کتاب پڑھوانا چاہتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ''صوت العربیہ'' اخبار کو امریکہ میں موجود اسلامی اور عربی کمیونٹی پڑھتی ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے مجھے بور ہوتے ہوئے محسوس کر لیا اور کہا کہ میں ابھی چلتا ہوں' البتہ میں تمہیں فون کروں گا کہ تم مجھے بتا سکو کہ کتاب کو کب قسط وار شائع کرو گے؟ اگر تمہیں کچھ رقم ابھی چاہیے تو میں دینے کے لیے تیار ہوں' میں نے کہا: نہیں! میں پہلے کتاب کو پڑھ لیتا ہوں اس کے بعد فیصلہ کروں گا۔ یہ سن کر وہ شخص چلا گیا' اس کے بعد میں نے کتاب کھولی تو اس میں عربی اور انگریزی زبان میں کفریات اور شیطانی باتیں لکھی ہوئی تھیں' جن میں آپس میں تضاد تھا۔ میں نے فرقان الحق کی سب سے پہلی سورت جو سورۂ فاتحہ تھی' پڑھی تو میں نے فوراً پاس پڑے ہوئے قرآن کریم کو کھول لیا' اور دونوں میں موجود سورۂ فاتحہ کا موازنہ کرنا شروع کر دیا تو میں نے دونوں میں زمین و آسمان کی طرح کا فرق پایا۔ قرآن

کریم اور فرقان الحق کے درمیان مجھے فرق ایسا ہی محسوس ہوا جیسا مردہ اور زندہ کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ اچانک میرے ذہن میں مسیلمہ کذاب کا واقعہ اور اس کے انجام کے بارے میں خیالات گردش کرنے لگے۔ میں نے اپنے دل میں کہا: مسیلمہ کو اگرچہ کذاب کی صفت سے پکارا جاتا ہے لیکن مسیلمہ کی لعنت ان مسخروں سے بہت زیادہ بہتر تھی' اور اس میں اتنی سنگین غلطیاں نہیں تھیں۔ بہرحال اگلے ہفتے میں نے شیخ ڈاکٹر محمد قطنانی سے ملاقات کی جو نیو جرسی ریاست میں نیویارک کے قریب واقع شہر Patterson میں موجود باسیک مسجد کے امام ہیں' میں نے انہیں مختصراً پیش آنے والا واقعہ سنایا تو انہوں نے جواب میں صرف ایک جملہ کہا: جو قرآن کریم کی آیت ہے کہ ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور اس کی حفاظت ہم خود کریں گے۔

دو ہفتوں کے بعد یہودی یاہو کا فون دوبارہ آیا' میں نے اس سے کہا کہ میں تمہاری اس کتاب کو قسط وار شائع کرنے کے لیے تیار ہوں' لیکن میری ایک شرط ہے۔ وہ شخص تفصیلات جانے بغیر خوش ہوتے ہوئے مجھ سے کہنے لگا کہ میں تمہاری شرط قبول کرتا ہوں' میں نے اس سے کہا کہ کیا تم شرط جاننا پسند نہیں کرو گے؟ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ تم نے اس کتاب کو نشر کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا بس میرے لیے یہی کافی ہے اور تمہاری تمام شرطیں پوری کرنے کے لیے تیار ہوں' میں نے اس سے کہا کہ میری شرط یہ ہے کہ تم امریکہ میں مقیم عربی کمیونٹی میں سے کسی ایک عالم دین کو منتخب کر لو جس کے ساتھ تم مناظرہ کر سکو...... میں اس مناظرے کی تفصیلات کو بھی تمہاری اس کتاب سے بھی پہلے شائع کروں گا۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا اور کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا کہ میں سوچ کر بتاؤں گا' میں نے اس سے کہا: یہ معاملہ کسی سوچ کا محتاج نہیں ہے' ہاں البتہ اگر تم نے شیرون یا نیتن یاہو یا یہودی عالم گورین یا کسی اور سے مشورہ کرنا ہے تو یہ الگ بات ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ یہودی عالم گورین کب کا مر چکا ہے' میں نے اس سے کہا کہ میں اس شخص کی موت کی تاریخ کو کس طرح بھول سکتا ہوں' جس نے بیت

المقدس پر قبضہ کرنے کے بعد یہ مشورہ دیا کہ مسجد اقصیٰ کو سو کلو گرام ٹی این ٹی بارود کے ذریعے تباہ کر دیا جائے' یہ سن کر اس نے سنجیدگی سے مجھ سے کہا کہ تم جس طریقہ سے سوچتے ہو اس طریقہ کے ساتھ ہم تمہارے ساتھ ڈیلنگ نہیں کر سکتے' اس کے باوجود میں تمہیں عنقریب فون کروں گا' یہ کہہ کر اس شخص نے فون بند کر دیا۔ ولید نے اپنی داستان میں کلمات کے ختم کا اس دن سے لے کر آج تک یہودی یاہو نے مناظرے کے متعلق میرے سوال کا جواب نہیں دیا...... اور شاید وہ دن کبھی نہ آئے' جس میں وہ جواب دے سکے۔

(دجال کے سپاہیوں نے قرآن کیوں جلایا؟ ص 135 تا 136)

یہودی قرآن کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

چونکہ اسلام ہمیں بے حیائی اور فحاشی سے بچنے کا درس دیتا ہے' کسی عورت سے زنا تو دور میں اس کی طرف بری نگاہ سے دیکھنے کو بھی منع کرتا ہے' اس کے برعکس عیسائیوں اور یہودیوں میں یہ مرض عام ہے اور زنا اور دوسرے بے حیائی والے کاموں میں مبتلا ہیں' شاید آپ کے علم میں ہو۔ آج جسے ہم جدید اور ترقیاتی دور کہتے ہیں' اس میں ہر 45 سیکنڈ کے بعد ایک عورت کو بے آبرو کر دیا جاتا ہے۔ (روزنامہ جنگ 12 نومبر 1995ء)

اور یہ اسلامی تہذیب وثقافت اور قرآنی احکام کو اس لیے ختم کر دینا چاہتے ہیں اور قرآنی آیات کو (نعوذ باللہ) جلا دینا چاہتے ہیں کہ ان کی حرص و ہوس کا نشانہ بننی والی عورتیں کہ جوان کے لیے دل لبھانے سے زیادہ وقعت وحیثیت نہیں رکھتیں' ان کے ہاتھ سے نہ نکل جائیں اور چونکہ ان کے ہاں زنا بالجبر بھی کثرت سے ہوتا ہے' جس سے اسلام ہمیں روکتا ہے' اور قرآن اس پر سخت وعید سناتا ہے۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ یہ قوانین اسلامی ہی ختم ہو جائیں اور مسلمان بھی ہمارے ساتھ ان افعال قبیحہ میں ملوث ہو جائیں' اور ان کے ہاں زنا بالجبر کس قدر کثرت سے ہوتا ہے' اس کا اعتراف بے نظیر بھٹو کرتے ہوئے لکھتی ہے:

ہماری ابتدائی کلاس میں ہمیں زنا بالجبر کے خطرات کے متعلق جو لیکچر دیئے جاتے

تھے' ریڈ کلف میں سن کر وحشت ہوتی تھی۔ میں نے امریکہ میں آنے سے قبل زنا بالجبر کے بارے میں کبھی سنا تک نہیں تھا اور اب اس امکان کی وجہ سے میں اگلے چار سال کبھی رات کو اکیلی گھر سے باہر نہیں نکلتی۔

(مشرق کی بیٹی/از بے نظیر بھٹو صفحہ 86' ناشر: مساوات پبلیکیشنز' اسلام آباد)

یہودی ابتدائے اسلام سے ہی قرآنی آیات کو مٹا دینا چاہتے تھے

اسلام کا سورج مکہ سے طلوع ہوا اور اس کی ضیاء بار کرنوں سے پوری دنیا جگمگا اٹھی اور تاریکی میں ڈوبے ہوئے دل اس کی حقانیت کو دیکھ کر' روشنی ایمان سے منور ہو گئے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہود ونصاریٰ کی مخالفت بھی دن بدن بڑھتی چلی گئی اور ان کی اسلام کی شمع کو بجھانے کی مخالفت بھی دن بدن بڑھتی چلی گئی اور وہ اسلام کی شمع کو بجھانے کے لیے طرح طرح کی سازش کرنے لگے' لیکن حق ہمیشہ باطل پر غالب ہی رہتا ہے' انہوں نے لاکھ کوششیں کیں کہ ان قرآنی احکام کو ختم کر دیں لیکن نامراد و ناکام ہی رہے۔

قرآنی احکام کے مخالف تو تھے ہی' تورات میں نازل کردہ احکام پر بھی عمل نہیں کرتے تھے اور انہیں بھی مٹا دینا چاہتے تھے۔ جیسا کہ:

ایک مرتبہ یہود کو ایک مسئلہ درپیش ہوا کہ ایک شادی شدہ یہودی نے شادی شدہ یہودن سے زنا کیا اور ان زانیوں کی سزا کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنایا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

جب یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لیے حکم مقرر کر لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علماء کو حکم دیا کہ تورات لے آئیں' ان کا ایک عالم اس جگہ سے تورات کی تلاوت کرنے لگا جہاں رجم کی آیت درج تھی' اس نے اس آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تا کہ کسی کی نظر اس پر نہ پڑے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بھی پاس بیٹھے تھے' اس حبر (پادری) کی یہ حرکت دیکھ رہے تھے' آپ صبر نہ کر سکے اس کا ہاتھ پکڑ کر زور سے پرے کر دیا اور بولے:

هذه يا نبي الله اية الرجم يابى ان يتلوها عليك ۔

یہ ہے رجم کی آیت، یہ شخص اس کو پڑھنے سے انکار کر رہا ہے۔

اس مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علماءِ یہود سے دریافت کیا:

ويحكم يا معشر اليهود ما دعاكم الى ترك حكم الله وهو بايديكم ۔

یہ حکمِ الٰہی جو تمہارے سامنے ہے اس کو تم نے کیوں ترک کر دیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا:

کہ ہمارے لوگ اس فعلِ شنیع کا ارتکاب کیا کرتے تھے اور ہم ان کو رجم کی سزا دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ شاہی خاندان کے ایک فرد نے اس جرم کا ارتکاب کیا، بادشاہ نے اس کو رجم کرنے سے روک دیا۔ کچھ عرصے بعد ایک عام آدمی اس جرم کا مرتکب ہوا، بادشاہ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے مطالبہ کیا: یا تو شاہی خاندان کے اس فرد کو بھی سنگسار کیا جائے یا اس شخص کو بھی رجم کی سزا نہ دی جائے۔ چنانچہ فیصلہ یہ ہوا کہ آئندہ تحمیہ (اس کی صورت یہ تھی کہ کھجور کے پتوں سے بٹی ہوئی ایک رسی جس پر تارکول لگا دی تھی، اس سے زانی کو کوڑے لگائے جاتے، پھر اس کے چہرے کو کالا کر دیا جاتا، پھر اس کو گدھے پر اس طرح سوار کر دیا جاتا کہ اس کا منہ گدھے کی دُم کی طرف ہو، پھر بازار میں اس کو پھرایا جاتا) کی سزا دی جائے۔ اس طرح رجم کی بجا آوری معطل کر دی گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پہلا شخص ہوں جو اللہ کے ایسے حکم کو زندہ کرتا ہوں جو متروک ہو گیا تھا، پھر ان دونوں مجرموں کو رجم کرنے کا حکم دیا اور اس مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کر دیا۔ (ضیاء النبی جلد سوم صفحہ 228-229، بحوالہ قلم کی جسارت ص 36)

پادریوں کے کرتوت

آئیے! قارئین کرام آپ کو پادریوں کا اصلی چہرہ بھی دکھاتے چلے کہ چرچ و کلیساؤں میں عیسائیت کی تعلیم کے نام پر کیا گل کھلائے جا رہے ہیں۔ اور عیسائیت کی

بجائے کیا چیزیں سکھائی جا رہی ہیں؟ اور قرآن کریم جو کہ اللہ رب العزت کا ہی کلام ہے، اُس کے تمام قوانین و احکام اور حرف بحرف حق ہے، یہ عیسائی پادری اس کے مخالف کیوں ہیں؟ اور نعوذ باللہ قرآن کریم کو نذرِ آتش کرنے کے درپے کیوں ہیں؟

اس لیے کہ قرآن کریم ہمیں ہر برائی سے باز رہنے کا درس دیتا ہے جبکہ عیسائیت میں پلنے والے پادری ان برے کاموں میں ملوث ہیں، جیسا کہ قرآن کریم ہمیں لواطت و زنا سے اجتناب کرنے کا حکم دیتا ہے، اور ان کے بڑے بڑے پادری اس فعلِ بد میں ملوث ہیں، اس وجہ سے ان کو قرآنی احکام ناپسند ہیں اور وہ ان کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔

جیسا کہ بالخصوص جرمن اخبارات نے انکشاف کیا ہے کہ:

پوپ (پادری) بینی ڈکٹ کے بڑے بھائی اور جرمن کلیسا کے اہم نام جارج ریز ریزن بوگ جرمنی کے جس کلیسا کے سربراہ تھے، اس گرجا گھر نما کلیسائی بورڈنگ اسکول میں کئی عشروں تک پادری اساتذہ کی جانب سے وہاں زیرِ تعلیم بچوں کے ساتھ زیادتی کی جاتی رہی تھی۔ واضح رہے کہ جرمن اور عالمی میڈیا نے اس بات پر شدید ردِعمل کا اظہار کیا ہے کہ کلیسائی بورڈنگ اسکولز پادریوں کی خودسری اور خرمستیوں کے مراکز بن چکے ہیں، جہاں عیسائیت کا سبق سیکھنے والے معصوم بچوں پر نہ صرف جسمانی تشدد کیا جاتا ہے، بلکہ ان کے ساتھ پادری حضرات ایسا سلوک روا رکھتے ہیں جو کسی بھی طور پر انسانی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس بارے میں پوپ بینی ڈکٹ کے خدمات گار کارڈینل کبرائیل اموتھ کا کہنا ہے کہ کلیسا میں شیطانوں نے بسیرا کیا ہوا ہے اور آج بھی کارگزار ہیں۔ جرمن جریدے دی سپیگل کا کہنا ہے کہ جرمن کلیسائی اسکولوں میں ان بچوں کے ساتھ تشدد اور زیادتی کا سلسلہ کئی دہائیوں سے جاری تھا جو عیسائیت کا درس دیکھنے اور مذہبی تعلیم کے حصول کے لیے دور دور سے اس کلیسائی بورڈنگ میں رہتے تھے۔

(دجال کے سپاہیوں نے قرآن کیوں جلایا، ملتقطاً، ص 169)

قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بے حیائی پر مبنی فلم

غیر مسلم صلیبیوں کی توہین و گستاخی کی بڑھتی ہوئی آگ، قرآن اور پیغمبر اسلام تک آ پہنچی کہ انہوں نے قرآن اور صاحبِ قرآن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شانِ اقدس پر مبنی ایک فلم بنا ڈالی۔

ہالینڈ کے ایک فلم ساز تھیوان گو Thevon gov نامی گستاخ نے ایک ایسی فلم تیار کی جس میں ایک ننگی عورت کے جسم پر قرآنی آیت لکھی اور اس میں سورۂ نور میں سے زانی عورت کی سزا والی آیت کو لکھ کر اس پر کوڑے برسائے گئے ہیں۔

یہ توہین و بے ادبی کسی مسلمان کو گوارا نہیں، اس لیے کہ وہ اسلام، قرآن، اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے دل و جان سے زیادہ محبت کرتے ہیں، لہٰذا اس مذکورہ توہین و بے ادبی پر وہاں کے ایک مسلمان نے اس گستاخ فلم ساز کو قتل کر دیا، جب اس نوجوان مسلم پر مقدمہ چلایا گیا تو اس نے کھلے لفظوں میں یہ بیان دیا:

تم مجھے پھانسی دے دو، اس لیے کہ اگر میں زندہ رہا تو میرے سامنے جو بھی اسلام، قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے گا، میں اسے قتل کر دوں گا۔

(دجال کے سپاہیوں نے قرآن کیوں جلایا، ص 37)

عیسائیت کی تبلیغ کے لیے قرآنی آیات کا استعمال

ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کی یہی کوشش

رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے اور ان تمام ممالک پر قبضہ کر لیا جائے جن کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے فتح کیا تھا، لیکن وہ اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے اور نہ ہی ہو سکیں گے۔

اس مقصد میں ناکامی کے بعد انہوں نے ایک یہ پروپیگنڈا بنایا کہ انہیں کا لبادہ پہن کر ان کے دل سے اسلام، قرآن کی محبت کو نکال دیا جائے اور انہی کی تعلیمات کو حاصل کر کے، ان کے دماغوں کو اس طرح واش کر دیا جائے کہ ان کو اپنے نبی علیہ السلام کی تعظیم بھی شرک نظر آئے اور یہ بات بھی کسی سے چھپی نہیں کہ وہ اکثر نام کے مسلمانوں کو ورغلانے میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ جن کی نظر میں اللہ عزوجل کی تعظیم کے علاوہ ہر ایک کی تعظیم شرک سے خالی نہیں۔ اور اس مقصد کے لیے غیر مسلموں نے کافی رقم خرچ کر ڈالی اور آج بھی وہ اپنے اس مشن میں جاری ہیں، اور اپنے پاور پول اور دیگر صلیبیوں کو اسلام کی تعلیمات دیتے ہیں، ان کی طرح کا رہن سہن سکھاتے ہیں اور پھر ان میں جا کر تبلیغ کے لیے کہتے ہیں۔

آخر یہ فرقہ واریت کیوں؟

اس فرقہ واریت کا الزام دینی مدارس پر لگایا جاتا ہے کہ یہ ہی فرقہ واریت کو فروغ دیتے ہیں اور مدارس سے دہشت گرد پیدا ہو رہے ہیں، لیکن یہ بات سراسر جھوٹ اور اسلام کو مسلمانوں کی نظر میں اور دیگر ممالک کی نظر میں بدنام کرنے کی سازشیں ہیں اور دینی تعلیم سے دور کرنے کی کوششیں ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ عیسائی پادری خود فرقہ واریت اور دہشت گردی کو فروغ دینے والے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کی تعلیمات کو حاصل کیا اور باقاعدہ ایک عرصہ اس تعلیم میں لگایا، پھر انہیں غیر مسلم کو پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں اسلام کے لبادے میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے بھیجا اور انہوں نے باقاعدہ مسجدوں میں امامت اختیار کی جس کے ذریعے وہ لوگوں میں فرقہ واریت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس بات کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہو جائے گا کہ عیسائی اسلام کے لبادہ میں کس طرح عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں:

نواب راحت خاں چھتاری لکھتے ہیں کہ

یہ 1979ء کا واقعہ ہے' ان دنوں میں کویت کی ایک کمپنی میں مندوب علاقات العامہ (پبلک ریلیشن آفیسر) تھا' ہماری کمپنی کے ڈائریکٹر نے سری لنکا سے گھر کے کام کاج کے لیے خادمہ منگائی تھی' دوسرے دن مجھ سے کہا: اس خادمہ کو واپس بھیج دو' وہ ہمارے کسی کام کی نہیں کیونکہ نہ عربی جانتی ہے نہ انگریزی۔ میں اس کے ڈاکومنٹ لے کر منطقہ دہلوسیہ گیا تو پتہ چلا کہ فی الحال سر لنکن ایمبیسی نہیں ہے' البتہ برٹش کونسل سر لنکن باشندوں کو ڈیل کرتا ہے۔ برٹش کونسل میں استقبالیہ نے میرا کارڈ دیکھا تو مسٹر ولسن سے ملایا' وہ بڑے تپاک سے ملے' بٹھایا' جب اس نے اندازہ لگایا کہ میں انڈین یا پاکستانی ہوں تو اُردو میں کہا: میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟ میں نے سر لنکن خادمہ کے بارے میں بتایا تو اس نے کہا: کوئی پرابلم نہیں' اسے ہم رکھ لیں گے آپ کا جو کچھ خرچہ آیا ہے وہ ہم ادا کر دیں گے۔ یہ بتاؤ: کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا: پاکستان کا' کہا: بہت بڑا ملک ہے' میں نے کہا: پشاور کا رہنے والا ہوں' پشتو میں کہا ''لو یہ ضلع دہ'' (بڑا ضلع ہے) میں نے بتایا: نوشہرہ' کہا: بڑی تحصیل ہے' گاؤں کون سا ہے؟ جب میں نے گاؤں کا نام بتایا تو اس کی آنکھوں میں عجیب چمک پیدا ہوئی' پھر ایک ایک کا پوچھنے لگا' میں نے بتایا کہ کون مر گیا ہے اور کون زندہ ہے' میں نے سوچا کہ ہوسکتا ہے یہ نوشہرہ چھاؤنی میں انڈین آرمی میں رہا ہو' یا رسالپور میں اس لیے ہمارے گاؤں والوں کو جانتا ہے' جو اکثر چھاؤنی میں ملازمت کرتے رہے ہیں لیکن اس کی عمر زیادہ نہیں تھی۔

مگر اس نے کچھ اور کہانی سنائی۔ پہلے اس نے کافی منگائی' انٹر کام پر ریسپشن سے کہا کہ میرے پاس کسی کو مت بھیجنا' وہ اتنا خوش تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ کافی کے دوران اس نے بتایا کہ میں آپ کے گاؤں کے محلہ عیسیٰ خیل میں چار سال تک پیش امام

(یعنی مسجد کا امام) رہا ہوں' میں نے پوچھا کہ کیا آپ مسلمان ہیں؟ کہا: میں نے چار سال تک آپ کے گاؤں کا نمک کھایا ہے' آپ کے گاؤں والوں نے مجھے بڑی عزت دی ہے' میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا' میں عیسائی ہوں یعنی اہلِ کتاب۔

پھر میرا اس کا آنا جانا رہا وہ مجھے بالکل اپنا ہم وطن سمجھتا رہا' وہ تقریباً میرا ہم عمر تھا' اور تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ ہمارے ہاں پاکستان بننے کے بعد رہا تھا' ایک دن میں نے پوچھا کہ آپ پٹھانوں کا کھانا کیسے کھاتے رہے؟ کہا: آپ لوگوں کا کھانا اتنا مزیدار ہوتا ہے کہ میں یہاں کویت میں بھی گھر جاتے ہوئے ایرانی تندور سے روٹی لے کر موٹر میں روکھی کھاتا رہتا ہوں۔ جب میں کویت آ رہا تھا تو میں نے اسے وہی سوال پوچھا جسے وہ ہمیشہ ٹالتا رہا تھا' میں نے کہا: اب تو بتا دو کہ آپ کرسچن ہو کر پٹھانوں کے گاؤں میں روکھی سوکھی کھاتے رہے اور پیش امام کی خدمات انجام دیتے رہے' آخر کیوں؟

کافی دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر سر اٹھا کر میری آنکھوں میں جھانکتا رہا' کہا: اپنے ملک (اور عیسائیت) کے مفادات کی خاطر بعض اوقات بہت کچھ کرنا پڑتا ہے اور جوانی ہوتی ہی ایڈونچر پسند' ہمارے ہاں لندن کے مضافات میں ایک مرکز ہے جہاں شکل و شباہت دیکھ کر ہمیں بیرونی مذاہب اور زبانوں کی تعلیم دی جاتی ہے' وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر ہمیں بھیجا جاتا ہے۔ میری ماں اٹالین تھی' اس لیے میرے بال کالے ہیں مجھے آپ کے ہاں بھیجا گیا تھا' بہرحال یہ قصہ پرانا ہے' اب اس قسم کی ضرورت نہیں پڑتی۔ شاید آپ کو علم نہ ہو کہ افغانستان کا ملا اشور بازار بھی اسی مرکز کا پروردہ تھا۔

(اسلام کے مجرم ص 106 تا 108 / بحوالہ قلم کی جسارت ص 135)

محترم قارئین!

یہ ہمارے خلاف بہت بڑی سازش ہے کہ دہشت گردی اور فرقہ واریت کو فروغ دینے والے مسلمان ہیں اور مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے کے لیے اس طرح کے گھناؤنے کھیل کھیلے جا رہے ہیں' اور اگر کوئی اسلام کے لبادے میں ملبوس شخص' یا فرقہ ایسی حرکت کرتا ہے تو درحقیقت وہ انہی کا تربیت یافتہ ہے اور انہی کے اشاروں پر چل رہے ہیں' کیونکہ اسلام ان چیزوں کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک مسلمان کو مسجد میں قتل کر ڈالو' کسی ولی اللہ کے مزار پر خودکش حملہ کر دو۔ بستے بستے گھروں کو جلا کر آگ کی نظر کر دو۔ اسلام تو امن وسلامتی اور پیار و رحمت کا درس دیتا ہے' اور مسلمانوں کو ایک صف میں کھڑا کر کے اونچ' نیچ اور امیری' غریبی کے فرق کو ختم کرتا ہے۔

عیسائیت کی تبلیغ کے لیے قرآنی تعلیمات

صلیبی جتنا زور لگاتے ہیں کہ مسلمانوں کو اسلام سے دور کر دیں اور غیر مسلموں کو مسلمان نہ ہونے دیں' اس کے برعکس مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور اسلام کی حقانیت کو دیکھ کر لاکھوں غیر مسلم اسلام قبول کر رہے ہیں۔

جیسا کہ اخباری معلومات کے مطابق:

امریکہ کی ریاست فلوریڈا میں ایک عیسائی پادری کے قرآن کریم کی بے حرمتی کی دھمکی دینے کے بعد غیر مسلم افراد کا اسلام کی طرف رجحان بڑھ گیا ہے اور وہ آئے دن اسلام قبول کر رہے ہیں' اور اب تک 180 امریکیوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور ایک عرب ٹی وی رپورٹ کے مطابق.......... پچھلے بارہ سال میں امریکہ میں سالانہ سو مساجد کے حساب سے 1200 مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔

اس لیے کرسچن پادری اور دیگران کے پیروکار اس چیز کو پسند نہیں کرتے کہ اسلام کی تعلیمات دنیا کے کونے کونے میں پھیلے اور اس شمع حق سے پروانوں کے دل روشن ہو۔

اس لیے انہوں نے باقاعدہ قرآنی تعلیمات کو حاصل کرنا شروع کیا ہے اور اس کے ذریعے وہ اسلام کو غلط ثابت کرنے کے درپے ہیں۔

اور ایک عرب ادارے "اسلام آن لائن" کی رپورٹ کے مطابق.......... ملائیشیا میں ایسے ایسے پادری تیار کیے جا رہے ہیں جن کو باقاعدہ قرآنی تعلیمات دی جاتی ہیں اور وہ خفیہ طور پر سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام کے لبادے میں عیسائیت کی تبلیغ دینے میں کوشاں ہیں اور ان کو عالمی سطح پر بڑے بڑے اداروں اور گروہوں کی طرف سے مدد فراہم کی جاتی ہے اور ان کو مالی واخلاقی امداد فراہم کی جاتی ہیں' اور وہ پادری' مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کی حقانیت کو نکالنے اور عیسائیت کو راسخ کرنے کے لیے قرآنی حوالوں کو غلط انداز سے بیان کرتے ہیں اور اس پر وہ کافی حد تک عیسائیت کی تبلیغ کے لیے رقم خرچ کر چکے ہیں۔

مثال کے طور پر حضرات عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا بھی ذکر جن آیات میں ہے' ان کو سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

تمہاری مقدس کتاب یعنی قرآن مجید خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اتنا اعلیٰ وعظیم 'منصب عطاء کرتی ہے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نبی اور پیغمبر سے بڑھ کر ہیں' اس لیے ان کو (نعوذ باللہ) خدا کا رتبہ دینا جائز اور ایک معمولی سی بات ہے۔

قطر میں عورت کا قرآن کی بے حرمتی کرنا

عیسائیت کے دائرے میں رہنے والا' بچہ ہو یا جوان' بوڑھا ہو یا خواتین' سب اسلام کی مخالفت کرنے میں یکساں نظریہ رکھتے ہیں اور اسلام سے نفرت اور قرآن کی تردید کرتے ہیں' ان کا نظریہ یہی ہے کہ یہ قرآن انسان کو ایک دائرہ میں قید کرتا ہے اور ایسے ایسے اوامر و احکام کا حکم دیتا ہے جو انسانی قوت سے باہر ہیں اور اس پر عمل کرنا مشکل ہے' حالانکہ ایسی بات ہرگز نہیں کہ قرآن میں بیان کیے گئے احکام پر عمل کرنا مسلمانوں کے لیے مشکل ہو اور قوت انسانی سے باہر ہو۔ بلکہ قرآن میں بیان کیے گئے احکام انسانی

وسعت کے مطابق اس پر لاگو ہوتے ہیں کیونکہ قرآن خود بیان کرتا ہے:

لا يكلف الله نفسا الا وسعها .

کہ اللہ عزوجل انسان کو اس کی وسعت کے مطابق مکلف بناتا ہے۔

اسی لیے تو قرآن میں بیان کردہ احکام ایک ہی وقت میں بندے پر فرض نہیں ہو جاتے بلکہ جن جن معاملات سے انسان کا واسطہ پڑتا جاتا ہے' اس کے احکام ضروری و فرض ہو جاتے ہیں۔

لیکن صلیبیوں کے دماغ میں یہ بات بالکل نہیں آتی اور جس طرح انہوں نے اپنے اوپر نازل کردہ کتاب کو پسِ پشت ڈال دیا' اسی طرح قرآن کو بھی اپنے اور ہمارے اوپر بوجھ تصور کرتے ہیں' اور اسی لیے وہ شیطانیت کے پیروکار آئے دن قرآن کی بے حرمتی کرتے رہتے ہیں اور اس فعلِ بد میں خواتین بھی شامل ہیں' جیسا کہ:

روزنامہ المکتوب قطری کے مطابق:

ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والی خاتون جس کا نام ''شینا'' بتایا گیا ہے' تقریباً دن کے بارہ بجے قطر ایئرپورٹ پر پہنچی اور اس ملعونہ نے ائرپورٹ لاؤنج میں ہی اپنی ''عبایا'' اتار دی اور اس کے جسم پر منی اسکرٹ جیسی انتہائی باریک اور نامناسب لباس تھا' اور وہ ائرپورٹ کے قریب ہی خواتین کے لیے مختص کی گئی مسجد میں داخل ہوئی' اس کے نامناسب اور باریک لباس کو دیکھ کر وہاں موجود صفائی کرنے والی خواتین نے اس کو روکنے کی کوشش کی جس پر وہ غصہ میں آکر مسجد میں اِدھر اُدھر بھاگنے لگی' اور اسی دوران محراب میں رکھے قرآن کریم کو اٹھایا اور ان مذکورہ خواتین کو مخاطب کر کے کہنے لگی:

اس کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں جس کے بارے میں مسلمان باتیں کرتے ہیں اور اس کی عزت کو لازم جانتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس ملعونہ نے قرآن کریم کو زمین پر پھینک دیا اور وہاں سے بھاگنے میں کافی حد تک کامیاب رہی لیکن مسجد سے باہر متعین پولیس نے اس کو ایسے لباس میں دیکھ کر حراست میں لے لیا جس کا ''قطر'' میں پہننا ممنوع اور خلافِ

قانون تھا۔ اور اس مذکورہ واقعہ پر وہاں کی عدالت نے اسے عمر قید سنا دی۔

(روزنامہ المکتوب قطری)

مصر میں قرآن کے خلاف ہونے والے بیان نے لاکھوں مسلمانوں کے دل مجروح کر دیئے

قرآنی آیات کی بے حرمتیوں اور اس مقدس کلام کے خلاف نازیبا الفاظ کہنے میں عیسائی یکجا و متحد نظر آتے ہیں اور ایک دوسرے کی بھرپور مدد و تعاون کرتے ہیں' کیونکہ ان کا مقصد اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا ہے۔

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اگر متفرق اور جدا جدا ہیں تو مسلمان 'تحفظِ ناموسِ قرآن' اور 'تحفظِ ناموسِ رسالت' کی طرف ان کی توجہ نہیں اور اپنی اُلجھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ چاہیے تو یہ کہ ان واقعات وسوانح کے بعد مسلمان تحفظ ناموسِ رسالت میں متحد ہو جائیں اور ان صلیبیوں کے آگے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں کہ کسی عیسائی' صلیبی کی جرأت نہ ہو کہ وہ قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف میلی نظر سے بھی دیکھ سکے۔

لیکن افسوس کہ:

دل کے پھپھولے جل اٹھے دل کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مسلمانوں کے لباس میں ملبوس اور وضع قطع میں مسلمان نظر آنے والے لوگ بھی گستاخیٔ رسول سے دریغ نہیں کرتے اور مزید کفار کو گستاخیٔ قرآن' اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اگر گھر میں رہنے والے افراد درست ہو جائیں تو باہر سے کسی کو اشارہ تک کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

مسلمانوں کے دل ایک بار پھر مجروح ہوئے' جب عیسائیوں کے معروف رہنما ''بشت بشوئے'' نے قرآن کے خلاف نازیبا الفاظ کہے اور یاد رہے کہ یہ لعین کلیسائے

مصر میں بڑے عہدے پر فائز ہے۔ اور اس نے رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں کہ جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا' کہا کہ مسلمانوں کے خلیفہ سوئم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآنی آیات میں تحریف کیں اور اپنی جانب سے جہاد و قتال اور غیر مسلموں کے خلاف آیات بنا کر ڈال دی ہیں' اس لیے ان آیاتِ قرآنی کو (نعوذ باللہ) قرآن سے نکال دینا چاہیے' اور ایسی ہر آیت کو قرآن سے نکال دینا چاہیے جس میں غیر مسلموں کے خلاف جہاد و قتال کا حکم ہے۔ (مصری اخبار "الاہرام" الیوم السابع)

اور مسلمانوں کو اس بات کا شکوہ ہے اور رہے گا کہ مصری سرکار (حکومت) ان کے مقابلے میں عیسائیوں کی زیادہ مدد و اعانت کر رہی ہے اور ایک اسلامی ملک ہونے کے باوجود مصری مسلمانوں کو وہ مذہبی اور تبلیغی آزادی کا ماحول میسر نہیں جو کہ غیر مسلم عیسائیوں کو حاصل ہے۔

قرآن پاک کو باتھ روم میں بہایا گیا

امریکہ میں "گوانتانا موبے" جیل جس میں ہزاروں انسان موت کی بھیک مانگ رہے ہیں اور اس میں کیے جانے والے ظلم و ستم بیان سے باہر ہیں۔ اس جیل میں مسلمان بھی ظلم و تشدد کی زندگی گزار رہے ہیں' اور اپنی زندگی کے سانس گن رہے ہیں۔ اس میں ظلم و ستم کی آندھیاں تو چلتی ہی ہیں (نعوذ باللہ) قرآن کریم کی توہین بھی کی جاتی ہے۔

حال ہی میں وہاں سے رہا ہونے والے بعض قیدیوں نے انکشاف کیا ہے کہ جو قیدی مضبوط اعصاب والا ہوتا ہے' اور بے گناہ ہونے کی وجہ سے کسی ظلم کا اعتراف نہیں کرتا تو اسے قرآن کی توہین کی دھمکی دی جاتی ہے' جس سے وہ ناکردہ گناہوں کا بھی اعتراف کر لیتا ہے' اگر وہ اعتراف نہیں کرتا تو اس کی آنکھوں کے سامنے قرآن کریم کی توہین و بے ادبی کی جاتی ہے' جسے کوئی بھی مسلمان برداشت نہیں کرتا' اس لیے وہ ناکیے ہوئے گناہوں کا بھی اعتراف کر لیتے ہیں۔

چند سال قبل ایک امریکی جریدے نیوز ویک نے اپنے 2005ء کے شمارے میں

یہ انکشاف کیا ہے کہ

امریکی فوجیوں نے گوانتانا موبے میں قید مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کے لیے قرآن مجید لیٹرینوں میں رکھ دیئے اور انہیں فلش میں بہا دیا۔

(دجال کے سپاہیوں نے قرآن کیوں جلایا؟ ص 104)

اور ایک عراقی قیدی کا کہنا ہے کہ ایک امریکی فوجی نے اسے اذیت دینے کے لیے قرآن مجید اپنے کتے کے منہ میں دے دیا' جبکہ ایک اور قیدی کے مطابق قرآن مجید کو ٹھوکریں ماری گئیں (معاذ اللہ)۔ (ایضاً' ص 108)

اے قرآن کے قاریو! اے قرآن کی دن رات تلاوت کرنے والو!

(1) اے میرے مسلمان بھائیو! کیا ہوا تم کہاں کھو گئے کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے اس مقدس کلام کی بے حرمتی کی جا رہی ہے' جس نے تمہیں کفر کے اندھیروں سے اسلام کی روشنی کی طرف راہ دی' ظلم و ستم کو ختم کر کے امن و سلامتی کا درس دیا۔

(2) عورت کے حقوق کو پامال کیا جا رہا تھا کہ اسے اعلیٰ مرتبہ و مقام دیا۔

(3) بچیوں کو زندہ درگور کیا جا رہا تھا' اس نے ہمیں ان کی پرورش کرنے کا حکم دیا۔

(4) زنا و بدکاری جیسی مہلک بیماری سے علاج دلوایا۔

(5) سود و شراب اور مکر و فریب کو ناجائز و حرام قرار دیا۔

الغرض! ہر برے کام سے منع کر کے اچھائی کی راہ پر گامزن کر دیا' ارے یہ وہی مقدس کلام ہے جسے سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سینہ نورِ ایمان سے جگمگا اٹھا۔ یہ وہی مقدس کلام ہے۔ جس کی عزت و ناموس کی خاطر حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی اپنی پیٹھ پر کوڑے کھائے۔ یہ وہی بابرکت کلام ہے جس کو سن کر حضرت فضیل ڈاکو سے ولی اللہ بن گئے۔ افسوس کہ اسی پاک کلام کی امریکہ کا کتا توہین و بے ادبی کر رہا ہے۔

ان واقعات کو سن' پڑھ کر ہمارے عہدے داروں کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہیے

اور سنبھل جانا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس توہین و بے ادبی کو دیکھ کر مسلمان انہیں اپنے تیر کا نشان بنالیں' کیونکہ ان کا فرض بنتا ہے کہ حتی المقدور وہ ان برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں اور امریکہ اور دیگر گستاخی کرنے والے ممالک سے مطالبات کریں کہ اس طرح بے ادبی و گستاخی کو بند نہ کیا تو مسلمان ان کے گھروں کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور اپنی جانیں دے کر بھی وہ تحفظ ناموسِ قرآن کریں گے' اور اپنی مقدس کتاب کی طرف اُٹھنے والی میلی نظر کو نکال دیں گے۔

قرآن کی بے حرمتی پر اعتراف

جون کو پینٹا گون نے آخر اس بات کا اعتراف کر دیا کہ امریکی فوجیوں کے ہاتھوں قرآن مجید کی توہین کے واقعات رونما ہوئے ہیں۔

پینٹا گون کے مطابق 3 ہزار سے زائد فوجیوں کا ریکارڈ چیک کیا گیا' تین ہفتے تحقیقات ہوئیں اور پانچ فوجی ایسے پائے گئے جنہوں نے توہین قرآنی کا ارتکاب کیا' تفتیش کے دوران قرآن کی توہین کے کل 19 واقعات سامنے آئے ہیں' جن کی نوعیت یہ تھی کی فوجیوں نے انہیں چھوا تھا بلکہ پانچ وہ واقعات ہیں جو ان کے ہاں توہین کے زمرے میں آئے ہیں' وہ کچھ یوں تھے:

☆ 22 فروری 2002ء کو پہلا واقعہ رونما ہوا' جب ایک امریکی گارڈ نے جس کی کوٹھڑی میں پڑے ہوئے قیدی کے سامنے قرآن مجید کو ٹھوکر ماری۔

☆ اگست 2003ء میں نائٹ شفٹ کے گارڈ نے گندے پانی کے غبارے قرآن مجید پر پھینک کر قرآن مجید کو گیلا کر دیا۔

☆ اسی اگست کے ماہ میں ایک قیدی کے قرآن مجید پر امریکی فوجی نے مارکر سے توہین آمیز الفاظ درج کیے۔

☆ جولائی 2003ء کو ایک امریکی فوجی نے قیدیوں کے سامنے قرآن مجید پکڑ کر اپنے پاؤں پر رکھا۔

☆ مارچ 2005ء میں ایک امریکی گارڈ نے قرآن مجید پر پیشاب کے چھینٹے ڈالے۔ (دجال کے سپاہیوں نے قرآن کیوں جلایا؟ ص105)

ملعون پادری ٹیری جونز کو ایک گھنٹے کی جیل

پادری ٹیری جونز جس نے قرآن کریم کو (نعوذ باللہ) نذرِ آتش کیا' کو عارضی طور پر جیل بھیج دیا گیا اور تھوڑی رقم کے بعد رہا کر دیا گیا' جیسا کہ:

ڈیئر بورن.......... قرآن پاک کی بے حرمتی میں ملوث پادری کو مختصر ترین وقت کے لیے جیل بھیج دیا گیا' امریکی ریاست مشی گن کے شہر ڈیئر بورن میں اسلامک سینٹر کے باہر احتجاج کی منصوبہ بندی پر پادری ٹیری جونز اور اس کے ساتھی وائنے کے خلاف کیس کی ڈیٹرائٹ کی عدالت سماعت ہوئی۔ عدالت میں ٹیری جونز نے مؤقف اختیار کیا کہ امریکی قانون کے تحت اسے اسلام کے خلاف احتجاج کرنے کا حق حاصل ہے۔ وکیل استغاثہ نے کہا کہ ٹیری جونز کے احتجاج سے سکیورٹی کا مسئلہ پیدا ہوگا۔ جیوری نے سماعت کے بعد دونوں پادریوں کو ایک ڈالر کا بونڈ بھرنے کے لیے کہا جس سے انکار پر انہیں جیل بھیجا گیا جہاں ایک گھنٹے کے بعد دونوں بونڈ کی رقم ادا کرنے پر رضامند ہو گئے اور انہیں رہا کر دیا گیا۔

قارئین کرام! یہ ہے امریکی پادریوں اور حکام کا اصلی چہرہ کہ عوامی احتجاج کی منصوبہ بندی کے لیے صرف اور صرف ایک گھنٹے کی جیل کی گئی اور وہ بھی برائے نام اور چند پیسوں کی ادائیگی کے بعد' پھر ان ملعونوں کو رہا کر دیا گیا اور بے حرمتی و گستاخیاں کرنے کے لیے دوبارہ چھوڑ دیا گیا۔

''بان کی مون'' کی امریکی پادری کے ہاتھوں قرآن کی بے حرمتی کی شدید مذمت

اقوام متحدہ..... اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون نے انتہا پسند امریکی پادریوں کے ہاتھوں قرآن پاک جلائے جانے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ

اقدام اقوامِ متحدہ کی مثبت کوششوں کی نفی کرتا ہے۔ اور آئی سی کے سفارتکاروں کے گروپ سے ملاقات میں اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے کہا کہ اقوامِ متحدہ نے ہمیشہ مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان برداشت، صبر وتحمل، عزت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن امریکی پادری ٹیری جونز اور وائن سیپ کا عمل اقوامِ متحدہ کی کوششوں کے خلاف ہے۔ اس کی کوئی مذہب اجازت نہیں دیتا، نہ ہی اسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔ او آئی سی سفارتکاروں کے گروپ میں اقوامِ متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب عبداللہ حسین ہارون نے بھی اسلام کے خلاف بڑھتے ہوئے عدم برداشت کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے کہا کہ امریکی پادریوں نے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات مجروح کیے ہیں۔

فیس بک نے قرآن پاک کے خلاف مہم شروع کردی

امریکہ کے ایک چرچ نے قرآن پاک شہید کرنے کے لیے 11 ستمبر کی تاریخ مقرر کی تھی اور اس میں حمایت کے لیے مختلف افراد کو دعوت تھی جس میں تقریباً 1700 افراد حمایت کر چکے ہیں، اس کے باوجود فیس بک والوں نے یہ شرانگیزی بند نہیں کی تھی۔

"فیس بک" پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی مہم کے بعد ایک اور شرانگیزی شروع کردی ہے، اس مہم میں (معاذ اللہ) قرآنِ پاک کو جلانے میں زیادہ سے زیادہ شرکت کے لیے صارفین کو متوجہ کیا جارہا ہے۔ اہل مہم کے لیے 11 ستمبر کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں اب تک 1700 شرپسندوں نے اپنے آپ کو رجسٹرڈ کرایا ہے۔ ذرائع نے "اُمت" کو بتایا ہے کہ فیس بک انتظامیہ نے اس کے باوجود یہ حرکت کی ہے کہ گزشتہ ماہ پاکستان کی انفارمیشن ٹیکنالوجی کی وزارت کے ایک ذمہ داری نے امریکہ میں بالمشافہ ملاقات کرکے "فیس بک" کے انتہائی اعلیٰ حکام کو پاکستانی عوام اور پوری اُمت مسلمہ کے جذبات سے آگاہ کیا تھا، گزشتہ کئی ہفتوں سے "فیس بک" پر

مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے والے اثر انگیزوں نے قرآن پاک کے ساتھ مسلمانوں کی وابستگی کو دیکھتے ہوئے دنیا بھر میں ایسے لوگوں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو قرآن پاک کو شہید کرنے کی مہم کا حصہ بننا چاہتے ہوں، ابھی تک اس شیر انگیزوں کی "فیس بک" انتظامیہ نے کھلی چھٹی دے رکھی ہے، حالانکہ خود "فیس بک" کے قواعد کے مطابق کسی کے خلاف نفرت پر مبنی مواد کی فیس بک پر گنجائش نہیں ہے۔ "فیس بک" کے مسلمان صارفین کی معقول تعداد نے نہ صرف اس معاملے کی جانب "فیس بک" کی انتظامیہ کی توجہ دلائی ہے، بلکہ اس بارے میں قواعد کے مطابق "رپورٹ" بھی کیا ہے، لیکن "فیس بک" انتظامیہ نے ابھی تک اس سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ "فیس بک" انتظامیہ نے اگر اپنے صارفین کو یہ پیشکش کر رکھی ہے کہ جس چیز کو وہ نفرت انگیز یا نسل پرستی کا باعث سمجھیں اسے "رپورٹ" کردیں "فیس بک" انتظامیہ اس کو فیس بک سے ہٹا دے گی، اور اسے روک دے گی، لیکن اس مسلسل شرانگیزی پر ویب سائٹ نے خاموشی سادھ رکھی ہے۔ "فیس بک" کے پرانے صارفین کے مطابق بلاشبہ فیس بک انتظامیہ کی جانب سے یہ پیشکش موجود ہے، لیکن انتظامیہ آزادی اظہار کے حق کی اپنی من پسند تعریف کرکے "ویٹو" کا حق اپنے پاس رکھتی ہے۔ اور صرف ان چیزوں کو ویب سائٹ سے ہٹاتی ہے جن کو وہ ہٹانا چاہتی ہے۔ اور یاد رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی صفحہ بھی ابھی تک فیس بک پر موجود ہے، اور اس کے بعد اب کتاب الٰہی قرآن مجید کے بارے میں نفرت انگیزی اور شرانگیزی شروع کردی گئی، قرآن پاک کے خلاف شروع کی گئی اس نفرت انگیز مہم کے پیچھے امریکی ریاست فلوریڈا کا ایک چرچ ہے، جس نے 11 ستمبر کو قرآن پاک کو شہید کرنے کا اعلان کیا ہے (جوان ملعونوں نے کر دکھایا ہے اور نعوذ باللہ قرآن کریم کو نذرِ آتش کردیا ہے)۔ فیس بک پر سب سے پہلے اسی چرچ سے تعلق رکھنے والے افراد نے مہم شروع کی اور بعد ازاں دنیا کے دیگر ممالک سے بھی انہیں اس شرانگیزی کے حامی مل گئے۔ "امت" نے اس سلسلے میں پاکستانی ٹیلی کام اتھارٹی کے

ترجمان سے رابطہ کیا تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ پی ٹی اے نے اب تک اس توہین آمیز اور شرانگیزی پر مبنی مہم کو روکنے کے لیے کیا کیا ہے' تو پی ٹی اے کے ترجمان کا جواب تھا: پی ٹی اے نے طے کر رکھا ہے کہ اگر کسی کو پی ٹی اے کا مؤقف چاہیے ہو تو وہ ہمیں ''ای میل'' کرے اس کے بعد پی ٹی اے اپنے مؤقف سے آگاہ کرے گا' جب' پی ٹی اے کے ترجمان سے کہا گیا کہ آپ سوال سن لیں تاکہ جب آپ فارغ ہوں تو آپ سے اس پر بات کر لی جائے۔ ترجمان پی ٹی اے نے سوال سن لیا' لیکن بعد میں کال ریسیو کرنے کی زحمت نہ کی۔ ''امت'' نے اس سلسلے میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی وزارت سے رابطہ کیا تو وزارت کے ذرائع نے بتایا کہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم والے ایشو کے بعد ''فیس بک'' انتظامیہ سے ہمارے ایک ذمہ دار کی امریکہ میں تفصیلی ملاقات بھی ہو چکی ہے' جس میں انہوں نے بتایا تھا کہ وہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی مواد اپنے ''سرور'' سے اتار چکے ہیں' لیکن ان کے پاس آزادی اظہار کی تعریف مختلف ہے' اس لیے فیس بک پر کچھ نہ کچھ تو ہوتا ہی رہے گا۔ انہیں ذرائع نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ امریکہ سے ہی ایک مسلمان نے وزارت کی توجہ فیس بک پر قرآن پاک کے خلاف جاری مہم کی جانب مبذول کرائی تو اس کے بعد پاکستانی وزارت نے دوبارہ ''فیس بک'' انتظامیہ سے رابطہ کر کے اس مواد کو ہٹوا دیا تھا۔ جب آئی ڈیپارٹمنٹ کے اس ذمہ دار سے کہا گیا کہ یہ مواد تو پیر کے روز بھی فیس بک پر موجود تھا اور اب تک 1700 افراد نے قرآن پاک کو شہید کرنے کا اعلان کیا ہے تو متعلقہ ذمہ دار افسر کا کہنا تھا کہ آپ یہ ایڈریس مجھے بھجوا دیں میں چیک کر لیتا ہوں۔ بعد ازاں آئی ٹی منسٹری کے اس ذمہ دار نے اعتراف کیا کہ یہ مواد موجود ہے اور اس سلسلے میں ایک دن ''فیس بک'' سے دوبارہ رابطہ کیا جائے گا تاکہ انہیں یہاں کے مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کیا جاسکے۔ آئی ٹی منسٹری کے ذرائع کا یہ بھی کہنا تھا کہ انٹرنیٹ کی سہولت اگر پاکستان میں رہے گی تو اس طرح کے مسائل سامنے آتے رہیں گے کیونکہ یہ ایک ایسا ذریعہ ہے کہ اسے استعمال کرنے والا

عام فرد بھی چاہے تو شرانگیزی کر سکتا ہے۔ انہیں ذرائع نے اس امر پر حیرت اور افسوس ظاہر کیا کہ پاکستانی عوام کی توجہ صرف ''فیس بک'' پر ہی کیوں جاتی ہے' ایسی تو اور بھی بے شمار سائٹس ہیں جو ناپسند مواد سے بھری ہوتی ہیں' لیکن نہ جانے کیا وجہ ہے کہ لوگ صرف ''فیس بک'' کو ٹارگٹ کرتے ہیں۔ ان ذرائع نے ''امت'' کو بتایا: آئی ٹی منسٹری کا فیس بک انتظامیہ سے ٹیلیفونک رابطہ بھی ہے اور انٹرنیٹ کے ذریعے بھی بات ہوتی رہتی ہے' لیکن ایسی چیزوں کو مکمل طور پر روکنا ایک پیچیدہ معاملہ ہے حتیٰ کہ ''فیس بک'' والے بھی کسی شرانگیزی کو رپورٹ کیے جانے کے بعد ہر چیز کو فلٹر نہیں کر سکتے۔ ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ اہلکار نے کہا کہ انہیں یہ معلوم نہیں پاکستان میں ''فیس بک'' کے بائیکاٹ سے فیس بک انتظامیہ کو کتنا نقصان ہوا لیکن یہ بات واضح رہے کہ پاکستان میں فیس بک انتظامیہ کے خلاف مقدمات درج کرانے سے انہیں کوئی نقصان نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ پاکستانی عدالتوں میں پیش ہونے کے پابند ہیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں آئی ٹی منسٹری کے اس ذمہ دار نے کہا کہ آئی ٹی وزارت کے کام پالیسی بنانا اور فیصلہ کرنا ہے' تاہم عمل درآمد کرنا پی ٹی اے کی ذمہ داری ہے۔ دلچسپ بات ہے کہ پی ٹی اے کے ترجمان کے علم میں ایسی کوئی بات نہ تھی کہ چند روز قبل پاکستان میں قرآن پاک کی توہین کی مہم شروع ہونے پر فیس بک انتظامیہ سے رابطہ کیا ہے۔ دوسری جانب آئی ٹی کے وزارت کے ذرائع نے ''امت'' کے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ قرآن پر مبنی مہم کو روکنے کے سلسلے میں وزارت یا متعلقہ کسی کمپنی کا بھی کوئی اجلاس نہیں ہوا' البتہ بعض افراد نے اپنے طور پر اس سلسلے کو رکوانے کی کوشش کی ہے۔ جن کا ''فیس بک'' کے ساتھ رابطہ ہے۔ ذرائع کا دعویٰ تھا کہ ایک دو روز میں اس سلسلے میں فیس بک انتظامیہ سے دوبارہ رابطہ کر کے اس شرانگیزی کو بند کرنے کے لیے کہا جائے گا۔

(روزنامہ امت' کراچی' منگل 27 جولائی 2010ء)

(نجم الحسن عارف)

کیا اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے؟

اکثر لوگ دین اسلام کو بدنام کرنے کے لیے اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں اور اسلام کے خلاف بھرپور سازشیں کر رہے ہیں اور اس طرح کے لوگ قرآن کا غلط حوالہ دے کر لوگوں کو بہکانے کی کوشش کرتے ہیں اور غلط مفہوم بیان کر کے اسلام کی عزت لوگوں کے دلوں سے کم کرنا چاہتے ہیں۔ اور عام طور پر جس آیت کریمہ کو وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں اور اس سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے۔ اسلام امن و سلامتی کو ختم کرنے والا ہے اور وہ سورۃ التوبہ کی آیت:5 کو بیان کرتے ہیں۔

اور لوگوں سے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ قرآن میں لکھا ہے کہ جب بھی تم کافر کو دیکھو اسے قتل کر ڈالو۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس طرح قرآن کریم نے بیان کیا ہے لیکن اس کا پس منظر کچھ اور ہے، اگر ہم اسی سورت کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کا پس منظر کچھ اور تھا کہ مسلمانوں اور مکہ کے مشرکین کے درمیان کچھ معاہدے ہوئے تھے اور وہ معاہدہ امن و سلامتی کا تھا، اس میں ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچانے کا معاہدہ تھا، جبکہ مشرکین مکہ نے اس معاہدے کو توڑ دیا اور بدامنی پر اتر آئے تھے تو اس پر سورۃ التوبہ کی آیت:5 نازل ہوئی ہے کہ اگر یہ نہیں سدھرتے تو جہاں پاؤں ان مشرکین و کفار کو قتل کر ڈالو۔ اور یہ دورانِ جنگ کہا گیا تھا کہ ان کو جس حالت میں بھی پاؤں قتل کر ڈالو۔

جیسا کہ اسی معاہدے کو بیان کرتے ہوئے صاحب تفسیر نور العرفان مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مسلمانوں اور عرب مشرکین کے درمیان عہد و معاہدے تھے، لیکن بنی حمزہ اور بنی کنانہ کے سوا سب کافروں نے وہ عہد توڑ دیئے۔ تب مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم کفار کو چار مہینوں کا نوٹس دے دو کہ اس عرصہ میں وہ خوب سوچ و بچار کر لیں، یا اپنی احتیاط کر لیں۔ اس مدت کے بعد یا انہیں اسلام قبول کرنا ہوگا یا قتل۔ یہ سورت فتح مکہ کے ایک سال بعد 9ھ میں نازل ہوئی، اسی 9ھ کے حج میں حضور نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کو اس سورت کا اعلان فرمانے کے لیے مکہ معظمہ بھیجا اور حکم دیا کہ سال آئندہ کوئی مشرک حج نہ کرے، کوئی ننگا طواف نہ کرے اور چار ماہ گزرنے کے بعد اس عہد کی مدت ختم ہو جائے گی، پھر یا اسلام قبول ہوگا یا قتل۔ معلوم ہوا کہ مشرکین عرب سے جزیہ نہ لیا جائے گا، ان کے لیے یا اسلام ہے یا قتل۔ (تفسیر نور العرفان)

تو پتہ چلا کہ اللہ رب العزت مسلمانوں کو یہ فرما رہا ہے کہ دورانِ جنگ ان سے ڈرو نہیں بلکہ بہادرانہ انداز سے ان کا مقابلہ کرو اور جہاں بھی ان کو پاؤ قتل کر ڈالو۔ اور یہ بات درست ہے کہ دورانِ جنگ مدِ مقابل دشمن کو مہلت دیئے بغیر قتل کر دیا جاتا ہے۔ اور میدانِ جنگ کے علاوہ کفار و مشرکین کو قتل کرنے کے بارے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

کفار سے قتال کرنے سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو، اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان سے قتال نہ کرو اور اگر قبول نہ کریں تو پھر ان کو دعوت دو کہ وہ اپنا ملک چھوڑ کر دارِ مہاجرین میں منتقل ہو جائیں، اگر وہ قبول کر لیں تو ان سے قتال نہ کرو، اگر وہ اس کو قبول نہ کریں تو پھر ان سے جزیہ کا سوال کرو۔ اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو پھر ان سے قتال سے رک جاؤ اور اگر وہ اس کو قبول نہ کریں تو پھر اللہ عزوجل کی مدد سے ان سے قتال کرو...... اور ان سے خیانت نہ کرو اور نہ ان سے عہد شکنی کرو اور ان کو مثلہ نہ کرو اور ان

کے بچوں کو قتل نہ کرو۔ (صحیح مسلم الجہاد 2 (1731) بحوالہ تبیان القرآن)

اس روایت سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اسلام وقرآن مطلق قتل وغارت کا حکم نہیں دیتا' بلکہ اس کی کچھ صورتیں ہیں۔ جب ان سے قتل وجنگ لازم و ضروری ہوتی ہے' اگر وہ جزیہ دیتے ہیں یا اسلام قبول کر لیتے ہیں تو اسلام ان کے ساتھ قتل وغارت کا حکم نہیں دیتا اور ان کے بچوں کو قتل کرنے سے اسلام منع کرتا ہے۔ اور کچھ غیر مسلم اس بات کو لوگوں کے سامنے باور کرانا چاہتے ہیں کہ اسلام تو صرف اور صرف قتل وغارت گری اور دہشت گردی کا حکم دیتا ہے' جیسا کہ:

جس طرح کہ ایک خبیث رائٹر جو کہ اسلام کے خلاف لکھتا ہے' اس کا نام آرون شوری ہے اور اس لعین نے اسلام کے خلاف کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اس نے ایک کتاب جس کا نام ''ورلڈز آف فتواز'' اور اس کتاب میں سورۃ التوبہ کی وہی آیت:5 کو لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اس قرآن میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ اور اس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے قرآن کے خلاف یہ واردات کی ہے کہ آیت:5 کے بعد ساتویں کو بیان کرتا ہے اور آیت:6 کو چھوڑ دیتا ہے' اس لیے کہ اس میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ10' التوبہ:6)

ترجمہ کنز الایمان: ''اور اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے' پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو' یہ اس لیے کہ وہ نادان لوگ ہیں''۔

چونکہ اس آیت کریمہ میں یہ ارشاد ہے کہ اس کو ایسی جگہ پر چھوڑ دو کہ وہ اللہ عزوجل کے کلام یعنی قرآن کو سنے اور اس میں تدبر کرتے رہے' چونکہ اس لعین نے اس آیت کریمہ کو چھوڑ کر ساتویں کو بیان کیا ہے' تاکہ یہ ثابت کیا جائے کہ اسلام صرف اور صرف

دہشت گردی اور غارت گری کا حکم دیتا ہے' حالانکہ آیت:6 میں اللہ رب العزت فرما رہا ہے کہ اسی طرح نہ چھوڑ دو بلکہ انہیں محفوظ جگہ پہ لے جاؤ۔ اور جس جگہ بھی قرآن میں لکھا ہے کہ ان سے جنگ کرو اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ امن جنگ سے بہتر ہے' تو اس سے ثابت ہوا کہ اسلام امن وسلامتی اور پیار ومحبت کا درس دیتا ہے' لیکن جب دشمن اپنی ہٹ دھرمیوں سے باز نہ آئیں تو انہیں زورِ بازو سے درست کرنے کا حکم دیتا ہے۔

قبر کا رفیق

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم! نیکی کر کیونکہ یہ جنت کی چابی ہے اور اس کی طرف رہنمائی کرے گی۔ برائی سے اجتناب کر کیونکہ یہ جہنم کی چابی ہے اور اسی کی طرف لے جائے گی۔

اے ابن آدم! یہ بات اچھی طرح جان لے! کہ خرابی پہ تجھے تنبیہ (کی جاتی) ہے۔ بے شک تیری عمر خراب ہونے کے لئے' جسم مٹی کے لئے' اور جو کچھ تو نے جمع کیا ہے وہ ورثاء کے لیے اور عیش وآرام دوسروں کے لیے ہے جب کہ حساب وکتاب تجھ پر لازم اور سزا وندامت تیرے لیے ہے اور ''قبر میں تیرا رفیق'' صرف تیرا عمل ہی ہے تو خود اپنا محاسبہ کر قبل اس سے کہ تیرا محاسبہ کیا جائے۔ میری اطاعت کو لازم کر لے' میری نافرمانی سے رک جا اور میری عطا پر راضی ہو کر شکر گزاروں میں سے ہو جا۔

(اصلاح اعمال' ص ۳۰۴)

دینِ اسلام کی ترقی کی وجوہات

بغداد کی عباسی تہذیب سے بھی زیادہ اندلسیہ کی تہذیب نے دنیا کو متاثر کیا۔ ایک حیرت انگیز تہذیب جو آٹھ سو سال تک اندلسیہ میں قائم رہی، قرطبہ وغناطہ اور اس طرح کے شہر آباد کیے گئے کہ جو پورے یورپ کے لیے ایک مثال بن گئے۔ اور اگر دیکھا جائے تو آج بھی اندلسیہ اُمت مسلمہ کا ایک آخری شاہکار، ہمارا ایک ایسا سرمایہ جو ہمارے ہاتھ سے چلا گیا۔ لیکن اس کے آثار، اس کے نشانات، وہاں کی تحقیق و ترقی اور تمدن جدید دور کو پوری دنیا کو آج بھی آب و تاب کے ساتھ متاثر کر رہا ہے۔ لیکن ان وجوہات کو جاننا نہایت ضروری ہے کہ وہ کیا چیز تھی کہ اسلام اپنے اندر اتنی طاقت رکھتا تھا کہ جس نے اتنے قلیل عرصہ میں اتنی شاندار تہذیب قائم بھی کی اور ایک طویل عرصے تک اسے قائم بھی رکھا۔ اسلام میں یہ غیر معمولی عروج و ترقی آج تک سائنس دانوں، مفکروں کو اور دانش وروں کو حیرت زدہ رکھتی ہے۔ دنیا میں آج تک کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی ایک اللہ عزوجل کے نبی نے اتنے کم وسائل کے باوجود اتنے اعلیٰ مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے اتنی قلیل مدت میں اپنے تمام مقاصد کو حاصل کر لیا۔ 23 سال کے عرصہ میں جو انقلاب ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برپا کیا، اس کی مثال اس سے پہلے اور بعد میں دنیا میں نہیں ملتی، اور اس میں انسان کا بھی اتنا اعلیٰ معیار تھا کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا، اور یہ اتنا بڑا معمہ ہے کہ کوئی دانش و سائنس دان اس کو سمجھ نہیں پایا۔ لیکن اُمتِ مسلمہ کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ ان متحرکات، انقلاب اور تبدیلیوں کی وجوہات پر نگاہ ڈالے اور اسے اپنانے کی کوشش کرے۔

قرآن کریم اور ہماری ذمہ داریاں

قرآن کریم ایسی مقدس کتاب ہے کہ جس کا ادب و احترام کیا جاتا ہے اور اسے عمدہ غلافوں میں لپیٹ کر ہم اونچی اور پاک و صاف جگہ پر رکھتے ہیں اور اسے با اہتمام اور باقاعدگی کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، بلکہ اپنے بچوں کو بھی اس کی تعلیم لازمی طور پر دلوائی جاتی ہے، لیکن افسوس کہ آج ہم نے قرآن کریم کی تلاوت کو ترک کر رکھا ہے اور صرف اور صرف اونچی جگہ رکھنے پر اکتفاء کر لیا ہے اور یہ پاک کلام ربِ کائنات نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ اور اس میں ہمارے لیے بہت سے احکام نازل فرمائے ہیں، یوں تو اس خالق کائنات عزوجل کے ہم پر بہت احسانات ہیں، مگر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے قرآنی احکام کو ہم پر بذریعہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم واضح فرما دیا۔ قرآن بہت بڑی نعمت ہے، اگر ہم اس کے احکام پر عمل پیرا رہیں گے اور اس کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں گے تو ہماری دنیا و آخرت سنور جائے گی۔

چنانچہ ہمارے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے قرآن کریم کی قدر و قیمت کا احساس اپنے اندر بیدار کریں۔ ایسا مقدس و متبرک کلام جس نے ہمیں راہِ ہدایت کی طرف چلا دیا اور اندھیرے دلوں میں اجالا کر دیا۔ مرجھائے دلوں کو دوبالا کر دیا، بے کار سینوں کو نرالا کر دیا، اس کا ادب واحترام ہمارے لیے ضروری ہے، اور اس کی طرف سے ہم پر چند ایک ذمہ داریاں لاگو ہوتی ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہونا ہماری ذمہ داری ہے اور اس پیغام کو گھر گھر پہنچانا ہمارے لیے ضروری ہے۔

اس بارے میں ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' ان میں سے چند ایک کو ذکر کرتا ہوں۔

(1) قرآن کریم پر ایمان لایا جائے

یہاں ایک خلش دور کرتا ہوں کہ قرآن پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟ کیونکہ قرآن پر ہمارا ایمان تو ہے، پھر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟ قرآن پر ہمارا ایمان تو ہے اور زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق بھی کرتے ہیں، لیکن اس کے بیان کردہ احکام کو پس پشت ڈالا ہوا ہے اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے سے قاصر ہیں۔ اور ہمارا حال یہ ہے کہ نہ اس کے احکام کو اپناتے ہیں اور نہ اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور زبان سے تو اقرار کرتے ہیں، دلی یقین سے محروم ہیں۔ ورنہ جسے یقین کامل حاصل ہو جائے، اس کے زندگی کے ایام اس طرح نہیں گزرتے اور نہ وہ ان کو غفلت میں گزارتا ہے۔ اس کے برعکس اگر دیکھا جائے تو صحابہ کرام کی محبت قرآن سے نرالی ہی تھی اور وہ نفوسِ قدسیہ ایسا جذبہ رکھتے تھے کہ کوئی آیت وسورت نازل ہوتی تو اسے فوراً زبانی یاد کر لیتے۔

اور قرآن کریم پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے اس چیز کا اقرار کرنا کہ یہ اللہ عزوجل کا کلام برحق ہے، جو بذریعہ حضرت جبریل علیہ السلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا اور جب اس چیز کا بندہ اقرار کر لیتا ہے تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے، لیکن حقیقی ایمان اس وقت ہوگا جب تمام اُمور کے متعلق اس کے دل میں پختگی ہو جائے گی اور اسے عملی جامہ پہنائے گا۔ جب اپنے دل میں اس طرح سے پختگی لے آئے گا تو خود بخود ہی قرآن کی تعظیم میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

(2) قرآن کی تعظیم

قرآن کریم پر ایمان کے ساتھ تعظیم بھی ضروری ہے کیونکہ ایمان بغیر تعظیم کے ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ حقیقی ایمان تب ہی کہلائے گا جب وہ اپنے ذہن کو تمام قرآنی بے ادبیوں

سے امن میں دے لے گا۔ لہٰذا صحابہ کرام علیہم الرضوان قرآن کریم پر ایمان بھی لائے اور انہوں نے قرآنی احکامات پر عمل بھی کیا۔ تو دوسری طرف ان کے قلوب قرآن کی تعظیم سے منور تھے اور وہ نفوسِ قدسیہ قرآن سے والہانہ عشق ومحبت کیا کرتے تھے، اور ان کے عشق ومحبت کا یہ عالم تھا کہ وہ نزولِ قرآن کے انتظار کرتے رہتے کہ کب کوئی آیت نازل ہو اور ہم اُسے حفظ کر لیں۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی کا شدت سے انتظار رہتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ جلدی جلدی وحی قرآن ہو تو جب کوئی آیت کریمہ کا نزول ہوتا تو عشق ومحبت سے اس جلدی جلدی یاد کرنے لگتے تو اس پر رب کائنات نے آپ کو ازراہِ محبت وشفقت ان اُمور میں مبالغے سے منع فرمایا، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا کہ:

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ ۔(طٰہٰ:114)

"قرآن کے لیے جلدی نہ کرو"۔

اور مزید ارشاد ہوا کہ:

ولا تحرك لسانك لتعجل به ۔

ترجمہ کنزالایمان: "تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو"۔

نزولِ قرآن کے ابتدائی دور میں جب ایک مرتبہ وحی قرآن میں تھوڑی دیر ہوگئی، تو یہ وقفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت شاق گزرا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کا اکثر حصہ اللہ عزوجل کے حضور کھڑے کھڑے تلاوتِ قرآن میں گزار دیتے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین متورم ہو جاتے۔

اس کے برعکس ہماری قرآن سے محبت ایسی ہے کہ قرآن کا منزل من اللہ ہونے کا اقرار تو کرتے ہیں، لیکن اس کے بیان کردہ احکامات پر عمل پیرا نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کو پڑھنے سے ہماری طبیعت نرمی کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور اس میں غور وفکر تو ہم نے

کبھی کیا ہی نہیں، اور اپنی زندگی کو اس کے بیان کردہ طریقے کے مطابق ہم نے ڈھالا ہی نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے دلوں سے قرآن کی محبت کم ہوتی جارہی ہے، کیونکہ یہ محبت کی علامت ہے کہ جو جس سے محبت کرتا ہے، اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے اور اس کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ میں اپنے محبوب کو سارا دن ہی دیکھتا رہوں، لیکن ہماری محبت قرآن یہ ہے کہ دن میں اگر تلاوتِ قرآن کرتے بھی ہیں تو جلدی جلدی میں دیکھ کر بند کر دیتے ہیں، اس میں تدبر وفکر کا موقع ہی نہیں آنے دیتے۔

(3) تلاوت وترتیل کرنا

تلاوتِ قرآن ایک بڑی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان کو پختہ کرنے کا ایک مؤثر ترین ذریعہ بھی ہے، چونکہ قرآن کو ایک بار پڑھنے پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیے، بلکہ بار بار اس کی تلاوت کو اپنا معمول بنالینا چاہیے۔ کیونکہ یہ روح کے لیے بمنزلہ غذا ہے۔ جس طرح انسانی جسم کو غذا نہیں ملتی تو وہ بے چین ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر تلاوتِ قرآن نہیں کریں گے تو ہماری روح اس لذت سے محروم رہ جائے گی، اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم مسلسل تلاوتِ قرآن کو اپنا معمول بنالیان، کیونکہ یہ ہماری روح کی غذا اور ہمارے ایمانوں کو تروتازہ کرنے والا عمل ہے۔ اور مشکلات کو دفع کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اور جنہوں نے تلاوتِ قرآن کی کثرت کی، اس کی قدر کی اور اس طرح پڑھا جس طرح پڑھنے کا حق تھا، ان کے بارے میں قرآن بیان کرتا ہے کہ:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ (البقرہ:۱۲۱)

ترجمہ کنزالایمان: ''جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جیسی چاہیے اس کی تلاوت کرتے ہیں''۔

اللہ رب العزت ہمیں بھی اسی طرح تلاوتِ قرآن کی توفیق نصیب فرمائے کہ جس طرح تلاوتِ قرآن کرنے کا حق ہے اور ہمیں بھی اس آیت کریمہ کا مصداق بنائے۔ اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم روزانہ کا یہ معمول بنالیں کہ جتنا آسانی سے ہو

سکے، تلاوتِ قرآن ضرور کرنی ہے، کیونکہ جو چیز اپنے معمولاتِ زندگی میں شامل کر لی جاتی ہے، اس پر بندہ آسانی سے عمل پیرا ہوسکتا ہے اور ہو سکے تو تلاوتِ قرآن کا ایک حصہ مقرر کرلیں کہ روزانہ میں نے اتنی تلاوت لازمی طور پر کرنی ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ کس طرح تلاوت قرآن کا حق ہے، اسی طرح ٹھہر ٹھہر کے اور خوش الحانی کے ساتھ اسے پڑھا جائے، اور اچھی آواز کے ساتھ پڑھا جائے، کیونکہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

زينوا القرآن باصواتكم ۔ (رواہ ابوداؤد)

''قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو''۔

لیکن افسوس کہ اب تلاوتِ قرآن کا ذوق ہمارے اندر سے بالکل ختم ہوگیا ہے، حتیٰ کہ ائمہ مساجد کہ جن کا تلاوتِ قرآن میں شغف زیادہ ہونا چاہیے، ان کا حال یہ ہے کہ جتنا قرآن یاد ہے اسی پر اکتفاء کیے بیٹھے ہیں اور بدل بدل کر انہیں سورتوں کو دورانِ نماز پڑھتے رہتے ہیں۔

اس لیے ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ جتنا ہمیں قرآن یاد ہے اس کی تلاوت کو اپنا معمول بنالیں اور اسے اپنا سرمایہ دنیا وآخرت سمجھتے ہوئے اچھی آواز سے پڑھیں اور اپنی روح کو زیادہ سے زیادہ عمدہ غذا فراہم کریں تا کہ ہماری روحوں کو تقویت پہنچے۔

(4) تدبر وتفکر

قرآن کریم پر ایمان، تعظیم اور تلاوت کے بعد ہماری چوتھی ذمہ داری یہ ہے کہ اس میں غور وفکر کریں اور ان چیزوں کے بارے میں جانیں جو قرآن میں بیان کی گئی ہیں۔ قرآن عظیم علم وحکمت کا جاری سمندر ہے، جتنی بار بھی ہم غوطہ زن ہوں گے نئی چیزیں ہی ملیں گی، نئے موتی ہاتھ آئیں گے، اور جدید معلومات ہمیں فراہم ہوں گی اور ہر انسان اپنی طاقت واستعداد اور ذہنی ساخت کے اعتبار سے اس سے نفع حاصل کرتا ہے، اور اپنی جدوجہد اور بھرپور کوششوں کا حصہ پاسکتا ہے۔

انسان اپنی ساری زندگی قرآن میں تدبر وتفکر میں گزار دے، پھر بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے کما حقہ اس سے آگاہی حاصل کر لی ہے اور مزید غور وفکر کی ضرورت نہیں، اور اسی لیے جابجا قرآن کریم نے انسان کو غور وفکر کرنے کا حکم دیا۔ اور ارشاد ہوتا ہے کہ:

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ (یونس:24)

''اسی طرح ہم کھولتے ہیں اپنی آیات ان لوگوں کے لیے جو تفکر کریں''۔

اور سورۃ البقرہ کی آیت:242 میں ارشاد ہوتا ہے:

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

''اسی طرح اللہ اپنی آیات کی وضاحت فرماتا ہے تاکہ تم عقل کرسکو''۔

اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سمندر کی گہرائی کا اندازہ غوطہ خور ہی کو ہوتا ہے کہ اس سمندر میں کتنی گہرائی ہے اور کنارے پر کھڑا شخص اس کی گہرائی کا تصور بھی نہیں کرسکتا، اسی طرح قرآن میں غور وفکر کرنے والوں پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس قرآن میں علم وحکمت کے اعتبار سے کتنی گہرائی ہے، اور کتنے کتنے علوم ومعرفت کے جواہر اس میں پوشیدہ ہیں۔ اسی لیے صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ وہ ایک ایک آیت وسورت پر غور وفکر کرتے کئی عرصہ گزار دیتے۔ حتیٰ کہ ان نفوسِ قدسیہ میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہ جن کو حضور علیہ السلام نے ہفتے میں ایک بار ضرور قرآن ختم کر لینے کی تاکید کی تھی، یہ تصریح ملتی ہے کہ انہوں نے صرف سورۃ البقرہ میں غور وفکر کرتے کرتے آٹھ سال لگا دیئے۔

محترم قارئین! ذرا غور فرمائیں کہ یہ ان نفوسِ قدسیہ کا حال ہے کہ جن کی زبان (عربی) میں قرآن اترا۔ اور ایک طرف ہم ہیں کہ نہ ہماری زبان عربی اور نہ ہی ہم اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ حضرات تو عربی پر ماہر ہونے کے باوجود کئی عرصہ ایک ہی سورت وآیت میں غور وفکر کرتے گزار دیتے اور ان کا اس طرح غور وفکر کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ قرآن کریم کے علم وحکمت کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونا کوئی آسان کام

نہیں، بلکہ اس کے لیے سخت محنت اور شدید ریاضت کی ضرورت ہے۔

(5) تبلیغ واشاعت

تلاوتِ قرآن، ایمان بالقرآن اور تعظیم بالقرآن کے بعد ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کی تبلیغ واشاعت میں بھرپور جدوجہد کریں اور اس کے احکامات کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں اور یہ منصب اتنا بڑا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو بھرپور انداز سے کیا اور اس کو قرآن کریم اس طرح بیان کرتا ہے کہ: اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۔ (الانعام:19)

''اور وحی کیا گیا میری طرف یہ قرآن تاکہ میں تمہیں اور جنہیں بھی یہ پہنچ جائے انہیں اس کے ذریعے خبردار کردوں''۔

چونکہ اس آیت کریمہ میں انداز کو بیان کیا گیا ہے اور یہ یاد رہے کہ کسی بگڑے ہوئے معاشرے میں تبلیغ کی ابتداء انذار یعنی ڈرانے سے ہی کی جاتی ہے کہ ان کی برائی کو برا کہہ کر اس بارے میں وعیدیں سنائی جاتی ہیں اور یہ بھی ایک اندازِ تبلیغ ہے کیونکہ ابتداء ہی اگر ان کو خوشخبریاں اور ان کے بارے میں فضیلتیں بیان کرتے رہیں گے تو وہ گناہ ان میں راسخ ہو جائیں گے اور وہ اسی خوش فہمی میں رہیں گے کہ آخر جنت ہی ہمارا مقام ہے، اور اپنے گناہوں کو چھوڑنے کی طرف ان کا ذہن نہیں جائے گا۔

اگر ہم حضور اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منصب کو بعثت کی پہلی گھڑی سے حیاتِ دنیوی کی آخری ساعت تک اپنائے رکھا اور اس مقصد کے لیے بے حد محنت وکوششیں کیں اور راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو برداشت کرتے رہے اور اس عرصہ میں قرآن کا پیغام بہت سے لوگوں تک پہنچ گیا تھا، اس کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دن رات کی کوششوں سے تبلیغ قرآن وسنت کا کام کیا اور جس کے نتیجہ میں اسلام کو بہت ترقی ملی اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام وقرآن کی دعوت پہنچ گئی۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ

اس منصب کو اچھے انداز سے انجام دیں اور تبلیغ قرآن کے لیے دن رات کوشاں رہیں۔
اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بلغوا عنی ولو آیۃ" ۔

"پہنچادو میری طرف سے اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منصب تبلیغ قرآن کو اپنی اُمت کے سپرد کردیا۔ اور آپ نے اپنے اس منصب کو احسن انداز سے انجام دیا' اسی لیے تو حجۃ الوداع کے موقعہ پر جبکہ سوا لاکھ سے زائد صحابہ کرام موجود تھے' آپ نے فرمایا:

کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کردیا؟ تو صحابہ کرام بیک زبان ہو کر بولے: کیوں نہیں' یارسول اللہ! آپ نے تبلیغ اسلام و قرآن کا حق ادا کردیا' تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فلیبلغ الشاهد الغائب .

یعنی جو لوگ یہاں موجود ہیں' ان کا فرض ہے کہ وہ ان لوگوں تک اس پیغامِ اسلام کو پہنچائیں جو موجود نہیں ہیں۔

مذکورہ احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس ذمہ داری سے کوئی مسلم انسان بری نہیں ہے' بلکہ جتنا علم اسے ہے آگے پہنچانا' سکھانا اس کی ذمہ داری ہے' اگر کوئی ناظرہ قرآن پڑھنا جانتا ہے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ دوسروں کو ناظرہ پڑھائے' اگر قراءت جانتا ہے تو اس کا علم دوسروں کو سکھائے۔ اگر فقہ میں مہارت ہے تو دوسروں کو فقہی مسائل سے آگاہ کرے' اگر تفسیر قرآن میں مہارت رکھتا ہے تو اس کی تبلیغ بذریعہ درس قرآن کرے۔

الغرض کہ جو جس علم میں بھی مہارت رکھتا ہو' اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان تک وہ علم پہنچائے جن کو اس بارے میں علم نہیں' اللہ کریم ہمیں تبلیغ قرآن وسنت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ اور دین حق' دین اسلام کے پرچم کو دنیا کے کونے کونے میں لہرانے

کے لیے کوشاں رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

دنیا کی سب سے بڑی نعمت قرآن ہے

اللہ رب العزت عزوجل کی ہم پر اتنی نعمتیں ہیں کہ ہم شمار کرنا چاہیں تو ہرگز نہیں کر سکتے' اور ان نعمتوں میں بھی ایک سے بڑھ کر ایک نعمت ہے' لیکن سب نعمتوں سے بڑی نعمت قرآن ہے کہ قرآن اللہ عزوجل کی بہت بڑی نعمت ہے۔

ہمارے تصور میں نعمت صرف دولت' شہرت' اقتدار اور اولاد ہے' لیکن درحقیقت ان میں سے کوئی چیز نعمت نہیں اور اگر نعمت ہے تو وہ ہدایت ہے۔ اس لیے کہ اگر ہدایت ہوگی تو دولت بھی نعمت' اولاد بھی نعمت' کاروبار بھی نعمت' جائیداد بھی نعمت ہوگی۔ کیونکہ اگر ہدایت ہوگی تو ان نعمتوں کا شکر ادا کرو گے۔ اگر ہدایت نہیں تو اُلٹ ان نعمتوں پر فخر کرتے ہوئے بُرائی کی طرف مائل ہوجاؤ گے۔ دولت ہوگی تو غریب پر ظلم وستم کے پہاڑ گرادو گے' اقتدار ہوگا تو محکوموں پر ظلم ڈھاؤ گے' تو اس لیے سب سے بڑی نعمت وہ ہدایت ہے اور باقی تمام نعمتیں اسی سے وابستہ ہیں کہ ہدایت کے بغیر تمام نعمتیں ہم پر زحمت بن جائیں گی' اور ان نعمتوں کا استعمال بُرے طریق سے کریں گے۔ بغیر ہدایت کے اولاد و جائیداد ہمارے لیے ہلاکت کا سبب ہیں اور نارِ جہنم کی طرف لے جانے کا سبب ہیں کہ اگر ہدایت کے ساتھ حلال طریقوں سے مال نہیں کمائیں گے اور کافی دولت چھوڑ کر مرجائیں گے تو ہماری اولاد اس کا استعمال کرے گی اور گناہ ہمارے ذمہ بھی لکھے جائیں گے' اور اس طرح یہ تمام چیزیں ہمارے لیے جہنم میں جانے کے لیے بطورِ تمہید ہوں گی۔ اور اب اس بات کو جانئے کہ ہدایت کیا چیز ہے اور کس سے ہمیں ہدایت ملتی ہے کہ انسان کفر کی تاریکیوں سے اسلام کی روشنی میں کس کے سبب آیا؟ کس طرح اسے اسلام سے محبت ہوگئی؟ تو اگر اس بات کی رہنمائی کے لیے ہم تلاوتِ قرآن کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ قرآن ہی وہ ہدایت ہے' جس کے سبب ہم اچھائی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ بُرے کاموں کو چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ عزوجل کی رضا والے کاموں میں لگ جاتے

ہیں' اور اس کو قرآن نے یوں بیان فرمایا کہ:

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۔(البقرہ)

کہ یہ قرآن متقین کے لیے ہدایت ہے' کیونکہ متقین ہی اس پاک کلام سے نفع حاصل کرتے ہیں' تو اب ہمارے لیے ضروری ہے کہ اس نعمت کا شکرانہ ادا کرتے ہوئے قرآنی احکامات پر عمل پیرا ہو جائیں' رب عزوجل کی ناراضگی والے کام چھوڑ دیں اور حصولِ جنت کے لیے نیکی والے کاموں میں مشغول ہو جائیں۔

آج ہم ذلیل ورسوا ہو گئے

دین اسلام حق ہے اور یہی اللہ عزوجل کے ہاں پسندیدہ دین ہے اور مسلمان حق پر ہونے کے باوجود مغلوب کیوں نظر آتے ہیں؟ آخر یہ ذلت ورسوائی کیوں؟ اور یقیناً ہم یہ بھی سوچتے ہوں گے کہ ہم نمازیں بھی پڑھتے ہیں' روزے بھی رکھتے ہیں' حج بھی کرتے ہیں' الغرض کئی نیک اعمال بھی کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم ذلیل ورسوا نظر آتے ہیں؟ کفار کے دل سے ہمارا رعب ودبدبہ ختم ہو گیا اور وہ علانیہ قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دہشت گردی کرتے نظر آتے ہیں اور دنیا میں ہمارا کوئی وقار و عزت باقی نہیں رہی۔

یہ سوالات ہر حقیقی مسلمان کے دل میں ضرور پیدا ہوتے ہیں اور ہونے بھی چاہئیں۔ اور اس چیز کا علم ہونا چاہیے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں' دنیا میں مسلمانوں کی کیا حیثیت ہے؟ اور ظلم وستم کی آندھیاں چل رہی ہیں تو کشمیر میں' عیسائیوں کے ہاتھوں لاکھوں مسلمان قتل ہو گئے' ہمارا قرآن ان کے ہاتھوں بے حرمتی کا شکار ہو رہا ہے' یقیناً دین اسلام اللہ عزوجل کے ہاں پسندیدہ دین ہے' پھر یہ ذلت ورسوائی کیسی؟ اگر ہم ان باتوں پر غور کریں اور اپنی حالت کو سامنے رکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ سب اس لیے ہو رہا ہے کہ ہم نے قرآن کے احکامات کو عمل کرنا چھوڑ دیا' اس کے بتائے ہوئے فرائض کو بھول گئے اور حالت یہ ہو گئی کہ:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

ایک وہ دور تھا کہ مسلمان زمانے میں معزز سمجھے جاتے تھے' کفار کے دلوں میں مسلمانوں کا دبدبہ تھا اور کسی کی جرأت نہ تھی کہ اسلام وقرآن کے خلاف کوئی بات' یا کوئی فعل کرے۔ اس کے برعکس ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور علانیہ ہماری مقدس کتاب قرآن کریم کو نذرِ آتش کیا جا رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کے خلاف دہشت گردی کی جا رہی ہے۔ یقیناً یہ ہماری بے عملی کا نتیجہ ہے کہ ہم نے قرآنی احکام پہ عمل کرنا چھوڑ دیا اور کفار ومشرکین ہم پر غالب آ گئے اور ہمیں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

ذلت ورسوائی اور فتنوں سے نکلنے کا راستہ

جن حالات کا مسلمانوں کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے' کسی کے سامنے چھپے نہیں اور تمام مسلمان اس کو اچھا نہیں سمجھتے کہ شعارِ اسلام میں سے کسی چیز کا مذاق اُڑایا جائے' یا کسی کی توہین کی جائے' اور ہر حقیقی مسلمان یہی چاہتا ہے کہ ہم اس ذلت ورسوائی سے نکل سکیں۔ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قائم ہو جائے اور دوبارہ ہم کفار پر غالب آ جائیں تو اس ذلت ورسوائی اور فتنوں سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ تو اگر ہم قرآن واحادیث کا مطالعہ کریں تو اسی سے ہماری ساری پریشانیاں حل ہو جاتی ہیں اور ان فتنوں سے نکلنے کا راستہ بھی معلوم ہو جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انها ستكون فتنة ۔

"کہ عنقریب فتنے برپا ہوں گے"۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں:

ما المخرج منها يا رسول الله؟

''یارسول اللہ! ان فتنوں سے نکلنے کا راستہ کون سا ہوگا؟

اور اسی کو امام طبرانی کی معجم کبیر میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

يا محمد امتك بعدك ۔

''یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے بعد آپ کی امت کا والی وارث کون ہوگا؟''

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما المخرج يا جبريل؟

''کہ اے جبریل! تم ہی بتاؤ (اس فتنوں سے نکلنا کا رستہ کیا ہوگا؟)''۔

تو انہوں نے کہا:

كتاب الله فيه خير ما قبلكم وبنا ما بعدكم وحكم ما بينكم وهو الصراط المستقيم وهو الذكر الحكيم وهو حبل الله المتين ۔

''اللہ کی کتاب کہ اس میں تم سے پہلوں کے حالات بھی ہیں اور تم سے بعد والوں کی خبریں بھی ہیں' اور تمہارے درمیان جھگڑوں کا فیصلہ بھی یہی (کتاب) ہے' یہی صراط مستقیم ہے' یہی پُر حکمت بیان ہے اور یہ ہی اللہ کی مضبوط رسی ہے''۔ (طبرانی)

اس حدیث مبارکہ میں یہ بھی فرمایا گیا ہے' کہ یہی تمہارے جھگڑوں کا فیصلہ بھی ہے' اگر اسی فرمان پر عمل کرتے ہوئے ہم قرآن کے مطابق اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کرنا شروع کر دیں تو سارے فتنے ساری پریشانی حل ہو سکتی ہیں۔

اب اگر ہم موجودہ قانون پر غور کرتے ہیں تو شاید ہی کوئی ایک بات ایسی ہو جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو۔

چوری پر چور کا ہاتھ کاٹنا' زانی کو سنگسار کرنا' اپنے گھروں میں شرعی پردہ نافذ کرنا' یہ

احکام ایسے ہیں جو قرآن نے ہمیں بتائے ہیں۔ لیکن ہم ان احکام پر عمل نہیں کرتے اور بے حیائی' چوری' ڈکیتی' قتل وغارت' زنا' شراب' یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ تو اب آپ ہی بتائیے کہ ان فتنوں سے ہم کس طرح نکل سکیں گے؟ اور کس طرح ہماری اسلام کی چار دیواری کفار کی نظر بد سے محفوظ رہے گی۔ کیسے یہ مہنگائی اور مفلسی وغربت کا دور دورہ ختم ہوگا۔ جبکہ قرآنی احکام پر ہم نے عمل کرنا چھوڑ دیا ہے' اور قرآن ہی ہمارے لیے فتنوں اور مصائب سے نکلنے کا ذریعہ ہے۔ اب کوئی نبی ورسول نہیں آئے گا' اس قرآن و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر ہمیں ان فتنوں اور پریشانیوں کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ اب اگر چور کو سزا دینا' زانی کو سنگسار کرنا اور دیگر جرائم پر ہم قرآنی قوانین نافذ کرنے پر قادر نہیں کیونکہ یہ حاکمِ اسلام کا کام ہے' ہم کریں گے تو فتنہ وفساد برپا ہو جائے گا تو ہمارے لیے جتنا کرنا ممکن ہے' اس کو تو کریں' اپنے گھروں میں پردہ نافذ کرنے پر قادر ہیں' اسے نافذ کریں' گھروں میں چلنے والے بے حیائی کے آلات کو گھر سے نکالیں' اپنے اندر ایمان داری' پیار ومحبت' دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ پیدا کریں' مظلوموں کی مدد کرنے اور حرام مال کمانے' کھانے سے بچنے پر تو ہم قادر ہیں؟ لہٰذا اس سے تو بچیں' اگر اس طرح ہر کوئی اپنے آپ کو قرآنی احکام پر عمل پیرا ہونے پر کاربند کرلے گا تو یہ فتنے وفساد ختم ہو جائیں گے۔ یہ غربت ولاچاری ختم ہو جائے گی اور کفار کے دلوں میں ہمارا رعب ودبدبہ پیدا ہو جائے گا۔ رہی بات یہ کہ بقیہ جرائم کیسے ختم ہوں گے؟ تو جان لو کہ اس کا واحد حل یہی ہے کہ جن اجزاء پر ہمارے لیے عمل ممکن ہے ہم اس پر عمل کریں اور عمل کرنا ہمارے لیے لازم بھی ہے اور جس پر عمل نہیں کر سکتے' ان کے لیے منفی طور پر ''یکفر بالطاغوت'' کہا جائے یعنی انہیں قلباً اور ذہناً تسلیم نہ کیا جائے' اور ان کا تعاون نہ ہو۔ اس طرح کے معاملے میں نوکری نہ کی جائے۔ الغرض مکمل طور پر ان قرآنی احکام کے خلاف کیے جانے والے افعال کا بائیکاٹ اور کروانے والوں کے ساتھ قطع تعلق کیا جائے اور ان کو کسی طرح بھی Promote نہ کیا جائے۔

قرآن کو سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے

قرآن کریم چونکہ اللہ عزوجل کی طرف سے نازل کردہ کتب مقدسہ میں سے آخری کتاب ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی اگر پوری دنیا کی کتب کا جائزہ لیا جائے تو قرآن عظیم سب سے بہتر و اعلیٰ کتاب ہے۔ تمام انسانیت کا دل رکھنے والوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے۔ قرآنِ کریم حکمت کا چشمہ ہے ان چیزوں کو جو نہیں مانتے ان کے لیے سخت وعید اور دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی ہے۔ یہ ایسا مقدس کلام ہے کہ بھٹکے ہوئے کو سیدھی راہ پر چلا دیا' یہ تمام خوبیاں بندے کو تب سمجھ آئیں گی جب وہ قرآنِ عظیم کو سمجھ کر پڑھے گا اور اس میں غوطہ زن ہوگا' کیونکہ قرآن علم وحکمت کا سمندر ہے اور سمندر سے غوطہ زن کو ہی موتی ملا کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے' اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اکثر لوگ اسے بغیر سمجھے ہی پڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اور قرآن کے درمیان جو رشتہ محبت ہے' وہ کمزور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ لوگ قرآن تو پڑھتے ہیں لیکن ان کی زندگیوں میں تبدیلی نہیں آتی' ان کے رہن سہن میں فرق نہیں آتا۔ میل جول' بات چیت میں فرق نہیں آتا' ان کا وجود اسلامی ڈھانچے میں نہیں ڈھلتا۔ ان آیت قرآنی کو سن کران کا دل نہیں کانپتا' بہت افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود ہمارے اندر اس مقدس کتاب کو پڑھ کر تبدیلی نہیں آتی' اپنے گناہوں سے تائب نہیں ہوتے۔

اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ۔

''کہ تم لوگوں میں سے' بہتر اُمت ہو''۔

اس آیت کریمہ میں اُمت مسلمہ کو بہتر و اعلیٰ اُمت کہا گیا ہے' لیکن یاد رہے کہ جب بھی کسی کو کوئی عہدہ ملتا ہے' اس کی بڑھائی ہوتی' اس کے ساتھ ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں اور کوئی عہدہ ذمہ داریوں کے بغیر ہوتا ہی نہیں۔

محترم قارئین!

میں آپ سے پوچھتا ہوں جب ہمیں قرآن نے بہتر اُمت ہونے کا عہدہ دے دیا تو کیا ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟ یقیناً ہے' اور اس ذمہ داری پر بھی اللہ رب العزت نے یوں فرمایا کہ:

تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر ۔

''کہ تم اچھائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو''۔

اگر ہم اس ذمہ داری کو احسن انداز سے پورا کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھیں اور اس کی آگے تبلیغ کریں' کیونکہ اگر ہم قرآن کریم کو سمجھ کر نہیں پڑھیں گے تو ہم لوگوں کو اچھائی کی طرف کیسے بلائیں گے' جبکہ ہمیں اچھائی اور بُرائی کا پتہ ہی نہ ہوگا؟ اور اچھائی اور برائی کو واضح کرنے والی یہی مقدس کتاب ہے کہ اگر اسے ہم سمجھ کر پڑھیں گے تو اچھائی اور برائی میں فرق معلوم ہو جائے گا تو لوگوں کو اچھائی کی دعوت اور برائی سے منع کر سکیں گے۔

مسلمان قرآن کو سمجھ کر کیوں نہیں پڑھتے؟

اُمتِ مسلمہ قرآن کو پڑھتی تو ہے لیکن سمجھ کر نہیں' آخر کیوں؟ اس کی چند ایک وجوہات ہو سکتی ہیں:

(1) اکثر لوگ یوں کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ ہم قرآن کو سمجھ کر کس طرح پڑھیں حالانکہ ہم عربی زبان کو جانتے ہی نہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ہم عربی پر مکمل عبور نہیں رکھتے۔ اور عرب میں رہنے والے لوگ ہی زیادہ تر عربی کو جانتے ہیں اور

اسی (80) فیصد مسلمان عربی نہیں جانتے۔

آیئے اب ابتداء سے جائزہ لیں کہ بچہ پیدا ہوتے ہی فی الفور کوئی زبان نہیں جانتا اور نہ ہی اسے کوئی زبان سمجھ آتی ہے۔ سب سے پہلے وہ اپنی ماں کی طرح بول چال سیکھتا ہے، جس طرح کی زبان ماں کی ہوگی' بچہ بھی اسی طرح سے بولے گا' اس کے بعد کچھ عرصہ گزر جائے تو وہ محلے کے لوگوں کی بول چال سے آگاہ ہوتا ہے۔ پھر جب سکول وکالج کا دور آتا ہے تو جس زبان میں تعلیم حاصل کرنی ہوتی ہے اسے سیکھتا ہے۔ اور یاد رہے کہ ہر انسان میں اتنی صلاحیت ضرور ہوتی ہے کہ وہ دو یا تین زبانیں آسانی سے سمجھ سکے۔ اس کے برعکس کئی لوگ بہت سی زبانوں پر عبور رکھتے ہیں' جب انسان کے اندر سمجھنے کی صلاحیت ہے تو وہ جس زبان کو چاہے اس کو سمجھ سکتا ہے تو ہمارے لیے ضروری نہیں کہ ابتداء سے ہی وہ زبان سیکھیں جس میں قرآن نازل ہوا' جو زبان ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے' جو زبان قبر میں بولی جائے گی اور جنت میں جس زبان سے کلام کیا جائے گا؟ کیا ہمارے لیے ضروری نہیں کہ جس طرح ہم نے سکول وکالج میں جا کر' محلہ میں رہ کر اُردو' انگلش اور پنجابی سیکھی' اسی طرح عربی کو بھی سیکھیں۔

بالفرض اگر نہیں سیکھی جاتی تو قرآن کریم کا ترجمہ تو پڑھ سکتے ہیں' تا کہ ہمیں پتہ چلے کہ اللہ رب العزت نے اس مقدس کتاب میں ہمارے لیے کیا کیا احکام ذکر فرمائے ہیں۔

(2) دوسری وجہ سمجھ کر نہ پڑھنے کی یہ ہے کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہم بہت مصروف ہیں' دن رات کام کاج اور دیگر کاروبار کرنے ہوتے ہیں' اس لیے قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کے لیے وقت نہیں ملتا۔ سکول وکالج کی پڑھائی میں مصروف ہوتے ہیں' اس لیے سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ لیکن یاد رہے کہ جو ٹائم ہم سکول وکالج میں لگاتے ہیں سینکڑوں کتابیں پڑھتے ہیں' ان کے اسباق یاد کرتے ہیں اور پرچوں کے دوران

تو کئی کتابیں حفظ بھی کر لیتے ہیں۔ اور سکول وکالج کی جو کتابیں ہم پڑھتے ہیں اور انہیں حفظ بھی کر لیتے ہیں' لیکن پھر بھی ہمیں یقین نہیں ہوتا کہ دنیا میں ملنے والی ڈگری ہمیں فائدہ دے گی یا نہیں۔ اس لیے کہ کئی بڑی بڑی ڈگریوں والے دیکھے ہیں کہ فارغ پھر رہے ہیں' یا پھر محنت مزدوری کرتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر اتنا ٹائم ہم قرآن کو سمجھنے میں دیں تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں گے اور دنیا و آخرت میں عزت ملے گی۔ دنیاوی پرچوں کی تیاری کے لیے اگر ہمیں انگلش نہیں آتی تو خلاصہ لے کے کسی نہ کسی طرح اس کی تیاری ضرور کرتے ہیں اور اسے اتنا پڑھتے ہیں کہ پتہ چل جائے اس میں کیا کیا چیز ذکر کی گئی ہے۔ اور اسی طرح اگر آپ کا کوئی گہرا دوست دوسرے ملک سے پاکستان آتا ہے' آپ کے گھر کافی دن ٹھہرتا ہے' پاکستان کی تاریخی جگہوں کی سیر کرتا ہے' لیکن اس کو اُردو اتنی نہیں آتی' انگلش ہی بولتا ہے یا کوئی اور زبان جو آپ کو نہیں آتی' وہی دوست واپس اپنے ملک جا کر آپ کو اپنی زبان میں خط لکھتا ہے تو ضرور آپ جاننا چاہیں گے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے اور اس نے میرے لیے کیا پیغام بھیجا ہے' اگر خود پڑھنا نہیں جانتے تو کسی سے اس کا ترجمہ ضرور کروائیں گے۔

لیکن میرے پیارے مسلمان بھائیو! کیا تم اس میسج کو نہیں جاننا چاہو گے جو ربِ کائنات نے ہمارے لیے بھیجا ہے؟ کیا آپ یہ جاننا نہیں چاہیں گے کہ اس میں کیا بیان کیا گیا ہے؟ اور اس کلام کو ربِ کائنات عزوجل نے ہماری طرف کس لیے بھیجا ہے؟ اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس مقدس کتاب کو سمجھ کر تلاوت کریں' اگر ترجمہ کرنا نہیں آتا تو کسی مفسر عالم دین سے سیکھیں اور اس سے ترجمہ کروائیں اور پوچھیں کہ میرے ربِ عزوجل نے اس میں میرے لیے کیا حکم فرمایا؟ تا کہ میں جان کر اسے بجالاؤں اور کس چیز سے منع کیا ہے؟ اسے جان کر اس سے باز آ جاؤں۔

مزید قرآن کریم میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

''جس چیز کے بارے میں تم نہیں جانتے تو اس بارے میں اہلِ علم سے پوچھو''۔

بندہ تلاوتِ قرآن کر رہا ہے' درمیان میں ایسی آیت آ گئی جس کے بارے میں ہمیں سمجھ نہیں آ رہی اور مسئلہ ذہن میں نہیں بیٹھ رہا تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ اس کے بارے میں ایسے عالم سے پوچھا جائے جو اس مسئلہ میں مہارت رکھتا ہو' اگر کوئی شانِ نزول کے بارے میں پوچھنا ہے تو کسی ایسے عالمِ دین سے پوچھیں جس نے باقاعدہ درسِ نظامی کی ہو۔

....

الحمدللہ! راقم الحروف کے لیے یہ خوش قسمتی ہے کہ جس ماہِ مبارک میں یہ عظیم کتاب نازل کی گئی' اس ماہِ مقدس میں ''قرآن کے خلاف غیر مسلم دہشت گردیاں'' کے نام سے یہ کتاب لکھی گئی اور اس بابرکت مہینے میں سعادت ملی کہ امتِ مسلمہ کو قرآن سے محبت' اور دشمن قرآن سے نفرت کی ترغیب دلوائی۔ اور ان کے سامنے غیر مسلم کی طرف سے قرآن پر کی جانے والی وارداتوں کو اجاگر کیا تا کہ اُمت مسلمہ کسی شکوک وشبہات میں نہ رہے کہ یہود ونصاریٰ ہمارے مددگار دوست ہیں۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں کو قرآن کی محبت سے منور فرمادے اور قرآنی احکام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما اور اس بندۂ احقر کے لیے اس کتاب کو ذریعہ مغفرت بنا۔ (آمین)